اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے
تو تحقیق کر لیا کرو (الحجرات)



رضاخانیوں کی

# مجرمانہ کوشش

بجواب

وہابیہ کی رسول دشمنی

مرتب: شمشیر دیوبند فاتح رضاخانیت محمد سیف حنفی صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش: تحفظ اکابرین اہل السنۃ والجماعۃ ایڈ لا مجمن ڈاٹ کام

# فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرقہ رضاخانیہ کا یہ شروع سے وطیرہ رہا ہے کہ علماء حق پر بے جا بہتان باندھ کر ان کو رسوا اور بدنام کیا جائے اس پر زمانہ ماضی میں مولوی احمد رضا صاحب کاربند تھے اور اب اسی سلسلے کی ایک کڑی جناب حسن نوری صاحب کا چند صفحات کا رسالہ ہے۔

اب ہمارے سامنے یہی رسالہ ہے جو جناب نے اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے لکھا ہے۔

اب ان کے اکابر کا کیا طرز عمل ہے ہم ان کے گھر سے ہی پیش کر دیتے ہیں۔

محقق مسلک بریلویہ مولوی عبدالمجید سعیدی اپنے ہی ہم مسلک بریلوی مفتی غلام حسن قادری صاحب کے رسالے کے جواب میں لکھتے ہیں

نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لاہوری صاحب نے رسالے کا آغاز ہی ہاتھ کی صفائی سے کیا ہے (مخلصانہ کاوش ص ۱۳)

☆ پس اگر بریلوی مسلک کے مفتی کا یہ حال ہے تو ان کے دیگر ہم مسلکوں کا کیا حال ہوگا پس ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ جناب حسن نوری کا بھی یہی حال ہے۔

اسی طرح بریلویوں کے معتبر عالم مولانا معین الدین اجمیری صاحب لکھتے ہیں

جس امر کا مخالف کو التزام نہ ہو نہ شرعا اسکا لزوم ہو اسکو اپنے مخالف کے سر تھونپ دینا اعلی حضرت کی صفت خاصہ ہے۔ (تجلیات انوار المعین ص ۸)

☆ پس جب ان صاحب کے اعلی حضرت کا یہ حال ہے تو بھلا ادنی حضرت کہاں پیچھے رہیں

گے۔اور خصوصا جب کہ جناب حسن صاحب کے مجدد صاحب کی وہ نصیحت بھی موجود ہو کہ

میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر

فرض سے اہم فرض ہے

(وصایا

شریف ص ۱۰)

☆ تو بھلا جب اعلی حضرت کا فرمان بھی ہو اور اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض بھی ہو تو بھلا نوری صاحب کیوں یہ فرض ترک کریں گے؟؟ ضرور بالضرور وہ بھی اعلی حضرت جیسی حرکات کریں گے۔

نیز مولانا اجمیری صاحب اعلی حضرت صاحب کی خصوصیات گنواتے لکھتے ہیں

خاصیت: ۳ مغالطہ دہی۔(تجلیات انوار المعین ص ۹)

☆ پس اس پر بھی عمل ضرور کرتے ہوں گے۔اور کیوں کر نہ جناب حسن نوری صاحب کریں؟

## کتاب کا نام اور رضا خانیت

حسن نوری صاحب نے اپنی اس ناکام کوشش کا نام ”وہابیہ کی رسول دشمنی“ رکھا ہے۔یہ اس کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ جناب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہابی رسول دشمن کو کہتے ہیں۔اب اس نقطہ کو ذہن نشین کیجئے اور بڑھیے مسلک بریلویہ کی جانب!

مولانا اجمیری صاحب لکھتے ہیں

خلقت کہتی ہے وہ اعلی حضرت جو اپنے آپ کو وہابی کش ظاہر کرتے ہیں بالآخر خود وہابی ثابت ہوئے۔(تجلیات انوار المعین ص ۴۲)

مزید لکھتے ہیں

اس وجہ سے خلقت کہتی ہے کہ اعلی حضرت وہابی نہیں بلکہ ان کے سرتاج ہیں۔(ص ۴۴)

☆ پس ان حوالوں سے یہ ثابت ہوا کہ اعلی حضرت وہابی ہیں بلکہ ان کے سرتاج ہیں۔یعنی پوری جماعت بریلویہ بھی وہابی ہوئی اور اعلی حضرت ان کے سرتاج۔پس جب بریلوی حضرات وہابی ثابت ہوئے تو لامحالہ رسول دشمن بھی ثابت ہوئے۔

ؔ دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

☆ تو قارئین دیکھ لیجئے اس کتاب کا آغاز ہی چونکہ ہاتھ کی صفائی سے ہوا تھا سو پہلے ہی قدم پر رضاخانیت کا جنازہ نکل گیا اور جو شعر انہوں نے ص ا لکھا تھا وہ ان پر فٹ آتا ہے

ؔ کہاں وہ جائے گا بچ کر میری نگاہوں سے
میں آئینہ ہوں اسے بے نقاب کرنا ہے

## تقویۃ الایمان اور فرمان اعلی حضرت

جناب حسن نوری صاحب نے اپنی مستی میں اپنے اس رسالہ میں تقویۃ الایمان سے عبارات پیش کر کے اعتراضات قائم کیے ہیں

مثلا انہوں نے کتاب کے ص ۲، ۳، ۷، ۱۱، ۱۸، ۲۷، ۲۹ پر تقویۃ الایمان کی مختلف عبارات نقل کی ہیں جس سے یہ بات تو مسلم ہے کہ انہوں نے تقویۃ الایمان پڑھ کر ہی یہ عبارات پیش کی ہیں۔اب آئیے ہم ان ہی کے مجدد کا فرمان ان کو سنا دیتے ہیں

مولوی احمد رضا صاحب لکھتے ہیں

تقویۃ الایمان کو پڑھنا زنا اور شراب نوشی سے بھی بدتر ہے۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد ۶ ص ۱۸۳)

☆ تو لیجئے یہ یقینی بات ہے کہ جناب حسن صاحب نے تقویۃ الایمان کو پڑھ کر ہی یہ عبارات نقل کی ہیں تو ان کے اعلی حضرت صاحب کے بقول انہوں نے زنا اور شراب نوشی سے بھی بدتر جرم کیا ہے۔

☆ یہ دوسرا قدم آپ نے اٹھایا جب کے آپ کے مجدد نے تو آپ کو روکنے کی بہت کوشش کی تھی مگر آپ تو اپنی دھن میں مگن تھے سو دوسرے قدم پر آپ پھر مجرم جا ٹھہرے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

## عقیدہ لکھنے کا حق کسے ہے؟؟

جناب نوری صاحب نے دیوبندیوں کے عقیدے بتاتے ہوئے انتہائی کذب سے کام لیا ہے۔اور لکھتے ہیں

معزز ومکرم قارئین کرام! کیا آپ کو معلوم ہے کہ جو عقیدہ انبیاء واولیا کے لئے وہابی دیوبندی شرک مانتے ہیں بعینہ وہی عقیدہ اپنے بزرگوں کے لئے نہ صرف قبول کرتے ہیں بلکہ عین ایمان جانتے ہیں۔ (وہابیہ کی رسول دشمنی ص ۱)

☆ قارئین پہلے ہی صفحہ پر جھوٹ کی ابتداء ہوگئی۔

جناب سے ہم اس مقام پر یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے کیا سوچ کر یہ فرضی عقیدہ ہمارے سر تھونپا؟؟

جناب مولوی اشرف سیالوی صاحب کی نصیحت پڑھ لی ہوتی (جو انہوں نے غالبا آپ جیسے سرپھروں اور نادانوں کو ہی کی ہوگی)۔ جناب اشرف العلماء لکھتے ہیں

جو کسی کا عقیدہ ہو لکھنے کا حق بھی اسی کو ہوتا ہے۔ دوسرے عقیدہ والے کو ان کے ذمہ فرضی عقیدہ لگا کر ثابت کرنے کا مطالبہ کرنے کا قطعا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ (تنویر الابصار ص ۱۴)

☆ لیجئے اپنے اشرف العلماء کی نصیحت کو اپنے پلے باندھئے اور باز آئیے۔ یہ آپ کا تیسرا قدم تھا اور خیر سے وہ بھی غلط اٹھا بیٹھے۔

## اطمینان قلب مگر کیسے؟؟

جناب نوری صاحب ایک طرف تو وہابیہ کو رسول دشمن گردانتے ہیں۔ اور پھر یوں لکھتے ہیں

"ذیل میں چند حوالے اطمینان قلب کے لئے پیش ہیں"۔ (ص ۲)

جناب نوری صاحب اس مقام پر ہم آپ سے یہ دریافت کریں گے کہ اگر آپ کے نزدیک اگر یہ عبارات کفریہ ہیں اور گستاخانہ ہی ہیں تو بھلا ان کو پڑھ کر اطمینان قلب کیسے حاصل ہوگا؟؟؟

بالفرض اگر واقعی یہ عبارات گستاخانہ تھیں تو کیا ان کو پڑھنے کے بعد کوئی محب رسول اذیت میں آئے گا (کہ اس کے پیارے نبی ﷺ توہین ہو رہی ہے) یا اطمینان میں؟؟؟

اطمینان تو اس صورت ہوگا جب یہ ہو کہ یہ عبارات بالکل درست ہیں۔ ورنہ آپ لوگ ہی ہوں گے جن کے سامنے نبی ﷺ توہین ہو رہی ہو اور آپ کو وہ پڑھ کر اطمینان قلب حاصل ہو۔

## تقویۃ الایمان کی پہلی عبارت

نوری صاحب لکھتے ہیں

امام الوہابیہ اسماعیل دیلوی لکھتا ہے کہ "عقیدہ (نوری نے اپنی طرف سے لگایا ہے) انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۰)

پھر ایک مقام پر لکھتا ہے کہ اولیاء و انبیاء امام و امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہیں مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے (تقویۃ الایمان ص ۶۰)

(وہابیہ کی رسول دشمنی ص ۲)

الجواب:

آپ کے ہم مشرب حنیف قریشی صاحب لکھتے ہیں "مولوی صاحب غور سے سننا اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھائی یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہا۔ ہمیں تو اس پر اعتراض ہے کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت قرآن کہتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آوا سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ تعلیم اور حکم دینا کہ ان کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو۔ (مناظرہ گستاخ کون ص ۹۶)

تو معلوم ہوا کہ یہ تو آپ کو بھی تسلیم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھائی کہا ہے اور بھائی کہنے پر ہمیں اعتراض نہیں ہے مگر اعتراض یہ ہے کہ بڑے بھائی جتنی تعظیم کہنا غلط ہے۔

اصل عبارت پر غور کریں تو اعتراض خود بخود مندفع ہو جاتا ہے اصل عبارت یہ ہے۔

یعنی انسان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔

اب بتائیے یہاں تو مطلق بات ہے انبیاء کا تو تذکرہ ہی نہیں پھر کیسے آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لے لیا۔ آپ کے حنیف قریشی صاحب لکھتے ہیں ایک ہے یہ کہنا کہ ساری مخلوق اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز کی طرح ہے تو یہ اور بات ہے اور تمام انبیاء

اور تمام شہداء تمام اولیاء امام۔ امام زادہ کو ذکر کر کے کہنا یہ اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں تو یہ اور بات ہے یہاں انبیاء اولیاء کی تخصیص نے اس عبارت کو گستاخانہ بنادیا اور یہاں سنگین تخصیص کی وجہ سے آئی ہے۔ (مناظرہ گستاخ کون ص ۱۳۵)

گویا مطلق کہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور یہاں دیکھیں تو مطلق بات ہے انسان سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔

پھر آگے لکھتے ہیں مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کی چاہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء انبیاء امام زادہ پیر و شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے نہ خدا کی سی۔ (تقویۃ الایمان)

اب دیکھیں جہاں انبیاء اولیاء کا تذکرہ کیا وہاں یہ نہیں کہا کہ ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو بلکہ کہا ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے نہ خدا کی سی۔

اگر یہ کہیں کہ انسان سب بھائی ہیں جو اوپر والی عبارت ہے جس میں کہا ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہئے۔ چونکہ انسان سب میں انبیاء بھی تو آ گئے لہٰذا بات تو وہیں کی وہیں ہوئی تو جواباً عرض یہ ہے کہ آپ کے ہم مسلک و مشرب یہ لکھتے ہیں ایک ہے کسی چیز یا ذات کا ذکر تحت العموم اور ایک ہے ذکر بالتخصیص ذکر تحت العموم کا معاملہ اور

ہے اور تخصیص کے ساتھ ذکر کا معاملہ اور ہے مثلا آیت اللہ خالق کل شیئٍ کہنا یعنی اللہ ہر شے کا خالق ہے یہ اس کی عظمت کا بیان ہے اب ہر شے کے اندر انسان حیوان بندر خنزیر سب داخل ہیں اب اگر کوئی شخص تخصیص کر کے کہتا ہے اللہ خالق الخنا زیر اللہ خنزیروں کا پیدا کرنے والا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہے اسی طرح ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون مافیھا الا ذکر اللہ وما والاہ (وعالم ومتعلم۔) (ابن ماجہ ترمذی ج ۲ ص ۵۲ مشکوۃ ص ۴۴۱)

آگاہ رہو دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اس سے محبت کرے عالم اور علم سیکھنے والے اب یہاں چار چیزوں کو لعنت سے استثناء ہے ذکر، ذکر سے محبت واے عالم اور متعلم اس حدیث کو اس طرح بیان کیا جائے تو کوئی طبقہ اسے اپنی توہین نہیں سمجھتا لیکن اگر تخصیص کر کے کہا جائے کہ سارے ڈاکٹر سارے فوجی، سارے پولیس والے سارے دکاندار سارے کھلاڑی سارے سیاستدان ملعون ہیں تو یقینا اس میں گستاخی ہوگی...

ابن ماجہ کتاب الزہد کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ دلنی عمل اذا عملتہ احبنی اللہ واحبنی الناس۔ حضور مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جسے بجالا کریں اللہ کا بھی محبوب بن جاؤں اور لوگ بھی مجھ سے پیار کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ازھد فی الدنیا یحبک اللہ دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تجھ سے پیار

کرے گا اور ازھد فیھا عن الناس یحبک الناس تمام انسانوں سے بے رغبت ہو جاؤ تو لوگ تجھ سے پیار کریں گے اب غور کریں یہاں کہا گیا ہے کہ لوگوں سے بے رغبت ہو جا تو کیا اس سے کوئی یہ ثابت کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے رغبت ہو جانا چاہئے کیونکہ وہ بھی الناس میں شامل ہیں جب یقینا نہیں الخ۔

(مناظرہ گستاخ کون ص ۱۳۴، ۱۳۵)

تو یہ جواب تو آپکا ہوا اب اپنے گھر کا نظارہ کریں۔

مفتی احمد یار لکھتے ہیں آدم علیہ السلام ایک ہیں مگر ان کی اولاد میں مومن بھی ہے کافر بھی، مشرک بھی منافق بھی پھر مومنوں میں اولیاء بھی ہیں انبیاء بھی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی گویا ایک درخت ہیں ایسے مختلف پھل لگا دیتا ہے کہ اس میں فرعون ہے اسی میں موسیٰ علیہ السلام ہیں اسی میں ابو جہل ہے اسی میں حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ کمال قدرت ہے اور اس کی رحمت کی بھی دلیل ہے کہ سارے انسان اس رشتہ سے بھائی بھائی ہیں۔

(تفسیر نعیمی ج ۷ ص ۴۰۷ مکتبہ اسلامیہ)

ہاں جی یہ تو نعوذ باللہ ابو جہل کو بھائی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرار دے رہے ہیں اس تمہارے حکیم کا کیا بنے گا؟

۔غلام رسول سعیدی لکھتا ہے قیامت تک کے تمام مسلمان آپ کے دینی بھائی ہیں۔

(تبیان القرآن ج ۷ ص ۲۳۰)

آگے لکھتے ہیں۔

علامہ ابن عبد البر نے کہا کہ تمام اہل ایمان آپ کے دینی بھائی ہیں۔

(تبیان القرآن ج ۷ ص ۲۳۱)

محبوب سبحانی غوث صمدانی، ظل رحمانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اے جمال اللہ! میرے بھائی مہتر عیسیٰ علیہ السلام کو میرا اسلام پہنچانا۔

(تحفہ قادریہ ص ۱۱۰)

فاضل بریلوی کہتے ہیں تحفہ قادریہ شریف اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے میں اس کے مطالعہ سے بالاستیعاب بارہا مشرف ہوا۔ (بدعات کے خلاف ۱۰۰ فتوے ص ۶۴)

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کا جواب آپ عطاء فرمائیں۔

اس کے بعد ص ۳ پر ایک اور عبارت نقل کی ہے

جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاوں کا زمین دار سوان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے

(ص ۳)

جناب یہ پیش کر کہ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟؟

اول عبارت پر نوری صاحب اور ان کے ہم مسلک افراد اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو جی اس عبارت میں حضور پاک ﷺ گاؤں کے چوہدری سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ کتنی بڑی گستاخی ہے۔ تو اس کے جواب میں ہم اُن سے کہنا چاہتے ہیں کہ مثال یا تشبیہ دینے کا

مقصد ہر گز مشبہ اور مشبہ بہہ میں کلی موافقت یا مماثلت ثابت کرنا نہیں ہوتا بلکہ مثال یا
تشبیہ صرف بات کو آسانی سے سمجھانے
کے لیے دی جاتی ہے۔جیسا کہ مفتی عبدالنجید خان سعیدی صاحب لکھتے ہیں:
مثال محض تفہیم کے لیے ہوتی ہے مساوات (یعنی برابری) کے لیے نہیں۔
{کنز الایمان پر
اعتراضات کا آپریشن صفحہ نمبر 186}
اسی طرح ایک اور بریلوی مولوی جناب ابوکلیم صدیق فانی صاحب لکھتے ہیں:
مثال کے بیان سے مقصد کسی بات کو عام فہم انداز میں بیان کرنا مقصود ہوتا ہے یہ مطلب ہر
گز نہیں ہوتا کہ جس چیز کے لیے مثال دی جارہی ہے۔مثال اس کا عین ہے اور ہو بہو
اس پر صادق آتی ہے۔
محدث حافظ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں: انہ لا یلزم تشبیہ الشی ء با لشی ء مساواتہ لہ
۔(المنار المنیف ص 60 طبع بیروت)
(یعنی کسی شے کو کسے سے تشبیہ دی جائے تو یہ لازم نہیں آتا کہ یہ شے اس کے برابر ہے)
حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور
مشبہ بہ سے برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت (بے وقوفی) ہے۔
{آئینہ اہل سنت صفحہ نمبر 390}

اور مشہور بریلوی مناظر جناب اشرف سیالوی صاحب کہتے ہیں:
مثال میں صرف وجہ تمثیل کالحاظ ہوتا ہے جملہ امور میں اشتراک نہیں ہوتا۔

{حاشیہ مناظرہ

جھنگ صفحہ نمبر 52}

تو ان بریلوی عبارات سے بھی پتہ چلا کہ مثال یا تشبیہ دینے سے ہر گز مشبہ اور مشبہ بہ میں کلی مماثلت ثابت نہیں ہوتی اور تشبیہ دینے کے
لیے تھوڑی سی مناسبت ہونا ہی کافی ہے۔ اب آئیے اس عبارت میں نعوذ باللہ پیغمبروں کو زمیندار یا چوہدری نہیں کہا گیا۔ بلکہ جس طرح کہ
ہم دیکھتے ہیں کہ نمبر دار وغیرہ کے پاس سب گاؤں کے لوگ اپنے فیصلے لے کر آتے ہیں ،اُس کی عزت واحترام کرتے ہیں، اُس کی بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور پیغمبر بھی اپنی امت میں ایسا ہوتا ہے کہ امت اس کی بات کو مانتی ہے اُس کا احترام کرتی ہے، اس کی اتباع کرتی ہے۔ بالفرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسی ایک مناسبت اور مشترک بات کی وجہ سے اس عبارت میں زمیندار وغیرہ کو پیغمبر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ تو اس میں کونسے اعتراض والی بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گستاخی بریلوی حضرات کے اپنے قلوب واذہان میں بھری ہوئی ہے۔ وہ یہ گستاخی خود کرنا چاہتے ہیں یعنی پیغمبر اور زمیندار کو معاذ اللہ تمام صفات میں مشترک ماننا چاہتے ہیں لیکن وہ اس کے لیے ہماری گردن کا سہارا لینا چاہتے ہیں۔ تو ہم ایسا

بالکل نہیں ہونے دیں گے۔اور گستاخوں کو معافی بھی نہیں دیں گے۔بحر حال ہم نے یہ بات ثابت کردی کہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے میں پیغمبر کو زمیندار سے تشبیہ دینے سے ہر گز پیغمبر کی زمیندار وغیرہ سے کلی موافقت ومماثلت ثابت نہیں ہوتی۔آئیے اب ہم انوری صاحب کے گھر ہی کے ایک بندے سے یہ حوالہ نقل کر دیتے ہیں کہ تشبیہ سے من کل الوجوہ مماثلت ثابت نہیں ہوتی۔

جناب امتیاز حسین صاحب کاظمی جو کہ ''مناظرہ گستاخ کون ؟''میں حنیف قریشی صاحب کے ساتھ بطور معاون مناظر کے رہے۔وہ اس مناظرہ کی روئیداد کے صفحہ نمبر 126 کے اندر حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''تشبیہ من کل الوجوہ ہونا

لازمی نہیں''

اسی روئیداد مناظرہ گستاخ کون ؟ کے صفحہ نمبر 540 ہے جب طالب الرحمن غیر مقلد نے حنیف قریشی صاحب کے سامنے بریلوی حکیم الامت احمد یار نعیمی کی کتاب ''جاء الحق'' سے وہ عبارت پیش کی جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ شکاری سے تشبیہ دی تھی تو حنیف قریشی صاحب، طالب الرحمن کو اس کو جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

مناظر صاحب میں آپ کو کہتا ہوں تم گیڈر رہو خیر چلو تم ناراض ہو جاؤ گے تمہیں کہتا ہوں کہ تم شیر ہو اب آپ کے صدر مناظر صاحب تمہارے پیچھے دُم ڈھونڈنا شروع کر دیں یا تمہارے آگے کچا گوشت لا کر ڈالیں کیونکہ شیر کی تو دُم ہوتی ہے اور وہ کچا گوشت کھاتا

ہے تو کیا یہ درست ہو گا ؟یقیناً نہیں کیونکہ مشابہت میں مشبہ ،مشبہ بہ میں تھوڑی سی مناسبت ہی تشبیہ دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔اسی طرح اگر کوئی کہے کہ یہ

گیدڑ ہے تو کوئی لا کرمری ہوئی مرغیاں نہیں ڈال دے گا۔

تو ''جاء الحق'' میں مصنف نے تشبیہ دی ہے اور تشبیہ میں من کل الوجوہ مشبہ ،مشبہ بہ کا ایک جیسا ہونا لازم نہیں ہے۔

اور مزید سنو! یہ میرے پاس کتاب ہے ''انفاس العارفین'' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی۔تم انکار کیسے کرو گے جدھر جاؤ گے آگے سے وار ہو گا اس کتاب میں ان سے سوال ہوا کہ:

''اللہ تعالیٰ کی مثال کیا ہے کہتے ہیں اللہ کی مثال پانی کی سی ہے جیسے ایک لوٹے میں ریت ڈالو اس میں پانی ڈالو یہی مثال اللہ کی ہے کہ وہ

کائنات میں موجود ہے''۔

اب اگر مثال و تشبیہ دینے سے اگر من کل الوجوہ مشابہت لازم آتی ہے تو پھر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر ہمت کر کے فتویٰ لگاؤ کہ وہ اللہ عزوجل کو پانی کہہ رہے ہیں۔

آگے جناب امتیاز حسین صاحب اسی صفحہ اور اگلے صفحے کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''اسی طرح احیاء العلوم جلد 4 صفحہ 212 پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے لکھتے ہیں: ''فقد جاء فی الخبر ان

اللہ تعالیٰ اوحیٰ الی دائود علیہ السلام یا دائود خفنی کما تخا ف السبع

انصاری ''تحقیق روایت میں آیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد مجھ سے اس طرح ڈرو جس طرح چیر پھاڑنے والے درندوں سے ڈرتے ہو۔اب یہاں پر پرندوں سے خدا کی ذات کو تشبیہ ہے تو کیا اس کو بھی گستاخی کہا جائے گا ہر گز نہیں اس لئے کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں من کل الوجوہ مشابہت نہیں ہوتی ان میں تھوڑی سی مناسبت بھی تشبیہ کے لئے کافی ہوتی ہے۔اسی طرح امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صفوان بن امیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قد کانت للہ رسل کلھم یصطاد او یطلب الصید ''(معجم کبیر لطبرانی حدیث نمبر 7342)یعنی مجھ سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ رہے ہیں وہ سارے شکاری تھے شکار کرتے تھے یا شکار طلب کرتے تھے۔اب حدیث شریف میں انبیاء کو شکاری کہا گیا لہذا ثابت ہوا کہ شکار کرنا یا انبیاء علیہم السلام کے لئے لفظ شکاری استعمال کرنا توہین کے زمرے میں نہیں آتا۔''

اسی طرح ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی اور خلیل احمد رانا جیسے بریلوی حضرات کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں:

مشابہت سے مساوات بھی لازم نہیں آتی چہ جائے کہ مشبّہ کی برتری کا قول کیا جائے۔

{افضلیت

غوث اعظم دلائل وشواہد صفحہ نمبر 86}

قارئین کرام! ہم نے یہ تمام عبارات بلا تبصرہ چھوڑ دی ہیں ورنہ ہم ان عبارات کے تبصرہ

کے طور پر نوری صاحب کو بہت کچھ سنا سکتے ہیں۔ بحر حال ہم اتنی بات ہی کہنا چاہیں گے کہ بریلوی حضرات اگر حضور اکرم ﷺ (نعوذ باللہ) شکاری سے، سانپ سے، بکائن کے درخت سے، شہد کی مکھی سے اور حضور ﷺ نبوت کو کافروں سے تشبیہ دیں یعنی جانوروں سے تشبیہ دیں (جس کی تفصیل ''حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ'' صفحہ 200 تا 203 مل سکتی ہے) تو بریلوی حضرات اس کے جواب میں تاویلیں کرتے ہیں کہ تشبیہ سے کلی مشابہت لازم نہیں آتی اور اگر دوسری طرف شاہ اسمٰعیل شہید کی عبارت کو رکھیں جس میں پیغمبر کو کسی جانور سے نہیں بلکہ ایک عزت و احترام والے پیشے زمیندار وغیرہ سے دی گئی ہے۔ تو جھٹ ان کی کفر والی مشین گن کا رخ ادھر ہو جاتا ہے۔ نوری صاحب یہ کیسی دوغلی پالیسی ہے اگر شاہ اسمٰعیل شہید کی عبارت پر آپ کو اعتراض ہے تو اپنے بریلوی زعماء کی عبارات جو اس سے زیادی سخت ہیں ان پر آپ نے چپ کیوں سادھ لی ہے۔ اگر

آپ نے یہ کام حق کے جذبے کی خاطر کیا ہوتا تو آپ کو چاہیے تھا کہ ایک کتاب اپنے ان بریلوی علماء کے خلاف بھی لکھ دیتے۔ لیکن کیا کہیے کہ آپ کا اس کتاب کو لکھنے کا مقصد تو علماء اہل سنت کے خلاف اپنے دل کا بغض نکالنا تھا۔ لیکن واقعی سچ کہا ہے کسی نے ''جسے اللہ رکھے اُس ء کون چکھے'' علماء اہل سنت کی براءت تو آپ ہی کے علماء کی عبارات سے ہو رہی ہے لیکن آپ اور آپ کے مسلک کا اصل کردار عوام کے سامنے آرہا ہے۔

قارئین کرام! حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کی عبارت تو خود بریلوی زعماء کی عبارات سے بے غبار ثابت ہو گئی اور اس پر لایعنی اعتراض کا جواب آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

جناب نے نہ جانے کس منہ سے اعتراض کیا ہے حالانکہ خود کی کتابوں میں اس قدر غلاظتیں ہیں کہ خدا کی پناہ سر دست ہم ایک عبارت ہی نقل کر دیتے ہیں اور جیسے ہماری غیر متعلق عبارات سے معاذ اللہ ہمیں رسول دشمن ثابت کرنے پر تلے ہیں یوں ہی اسی اصول سے ہم ان کے گھر کے حوالے پیش کرتے ہیں

مولوی احمد رضا صاحب اپنی کتاب اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں

اور اس کے سچے راعی محمد ﷺ ہیں

☆ یہاں مولوی احمد رضا صاحب حضور ﷺ چرواہا کہہ رہے ہیں معاذ اللہ

جبکہ مولوی احمد رضا صاحب کو کیا القاب دیئے گئے ہیں ملاحظہ فرمائیں

میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین وملت، حامی سنت ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان۔ (ملفوظات اعلی حضرت ص ۲۷)

☆ اب ہم نوری صاحب کے سے عرض کریں گے آپ کے اصول سے رضا خانی ضرور رسول دشمن ثابت ہوئے۔ یہ آپ کا چوتھا قدم تھا اور اس میں بھی آپ غلطی پر ہو۔

پھر اس طرز پر بھی دیکھیں

مولانا شہیدؒ خود لکھتے ہیں

ہمارے پیغمبر سارے جہاں کے سردار ہیں اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۴)

ایک جگہ لکھتے ہیں

اور اللہ کے رسول پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کو رسول اللہ کا، اور بندہ مقبول، سب مخلوق سے کمال اور خوبیوں میں افضل جانے الخ۔ (ص ۷۶)

☆ پس حضرت تو خود نبی ﷺ تعریفیں کر رہے ہیں پھر کیسے وہ توہین کر سکتے ہیں اس مقام پر ہم رضا خانی اصول پیش کرنا چاہیں گے رضا خانی مولوی لکھتے ہیں

بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہالت ہے۔ (آئینہ اہل سنت ص ۸۰، ۸۱)

☆ پس جب حضرت شہید کی تصریحات آپ کے سامنے ہیں تو ان کی مراد ان عبارات سے ہرگز یہ نہیں اور آپ ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر اپنے گھر کے اصول سے جاہل ثابت ہوتے ہیں۔

اسی کو ایک اور طرز سے لیجئے چونکہ آپ نے اس کتابچہ میں سفید و سیاہ سے مواد لیا ہے تو ہم اسی کتاب سے ایک اصول پیش کرتے ہیں

مولوی کوکب اوکاڑوی لکھتے ہیں

جو بانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اعلی حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اعلی حضرت بریلوی چونکہ قادری کہلاتے ہیں اس لیے وہ شیخ عبد

القادر کے تابع ہیں اس طرح اعلی حضرت خود کو نبی کہہ رہے ہیں یہ بلا شبہ اعلی حضرت بریلوی پر بہتان ہے جو بانس برگ سے بریلی کے مصنف اور اس کے حامی اس بہتان طرازی کی سزا ان شاء اللہ ضرور پائیں گے

اعلی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی تبلیغی ذرا کھلی آنکھوں سے اعلی حضرت بریلوی کا ختم نبوت کے بارے میں عقید ہو فتوی ملاحظہ فرمائیں جو اعلی حضرت بریلوی نے اپنی کتان جزاللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ میں تحریر فرمایا۔ (سفید وسیاہ)

☆ پس اس اصول کو غور سے پڑھیں اس کا کہنا ہے کہ اعلی حضرت کو منکر نبوت ٹھہرانے والے ان کے ختم نبوت پر فتوے کو پڑھیں اب اسی اصول کو ذہن میں رکھئے اور سنیے کہ شاہ شہید پر الزام لگانے والے ان کی ماقبل کی عبارات غور سے پڑھیں اور ان پر توہین کا الزام نہ لگائیں۔ یہ اصول اسی کتاب میں ہے جہاں سے آپ نے مواد سرقہ کیا ہے۔

☆ پس جب آپ اب جو بھی عبارت تقویۃ الایمان کی پیش کریں گے وہ کالعدم تصور کی جائے گی کہ ہم آپ کے نزدیک معتبر کتاب سے ہی شاہ صاحب کو عاشق رسول ثابت کر چکے۔

اس کے بعد جناب نے جو ارواح ثلاثہ کی حکایت کو پیش کیا ہے جس پر اعتراض یہی تھا کہ تمہارے نزدیک نبی ﷺ کی کوئی قدر نہیں (العیاذ باللہ) اور اپنے مولویوں کی بڑی عظمت ہے۔ سو اسکا جواب ہم اوپر دے آئے ہیں اور ان شاء اللہ

رضاخانیوں کی رسول دشمنی کے عنوان سے ہم آخر میں اپنی معروضات پیشکریں گے ان شاء اللہ۔

باقی رہی یہ بات تو جناب نے ارواح ثلاثہ کی عبارت کو بھی ہمارا عقیدہ بنا کر پیش کیا جو کہ ان کی لاعلمی ہے کیونکہ ارواح ثلاثہ میں اولیاء کی حکایات درج ہیں اور حکایات سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔لہذا انہوں نے یوں ہی مستی میں صفحات سیاہ کرڈالے ہیں۔ پھر اس عبارت میں ایسا کچھ نہیں ان کی سمجھ کا فتور ہے لہذا ان کو نصیحت ان کو آئینہ اہل سنت والے نے دے دی ہے اللہ کرے انہیں عقل آجائے!

ص ۴ پر جناب نے قہر خداوندی کا ذکر بھی کیا ہے معلوم ہوتا ہے انہوں نے ادھر مواد کے سلسلے میں مراجعت کی ہے مگر سب بے سود ہے کیوں کہ قہر خداوندی کا جواب ہمارے عزیز دوست مفتی عمیر قاسمی صاحب فضل خداوندی کے نام سے دے چکے ہیں پس اس کو دیکھ لیں۔

آگے انہوں نے موضوع سے ہٹتے ہوئے ایک واقع پیش کیا ہے۔ضرورت تو نہیں جواب دیا جائے مگر ہمارا جواب نہ دینا ان کو ہوامیں اڑنے پر اکسائے گا اور موصوف سمجھیں گے کہ شاید ان کا اعتراض ہی اتنا جاندار تھا کہ جواب نہ ہوا۔

ہم حکایت نقل کرتے ہیں۔ جناب نوری صاحب نقل کرتے ہیں

مولانا نانوتوی ؒ بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب جو اس وقت بالکل بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے کبھی ٹوپی اتارتے

کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔

(وہابیہ کی رسول دشمنی ص ۵)

☆ جناب نے تو اپنی الٹی سمجھ سے اعتراض کرنا ہوتا ہے حالانکہ اس میں 'بالکل بچے تھے' کے الفاظ جو انہوں نے نقل بھی کئے ہیں مگر شاید غور نہیں کیا۔ پھر اس میں ایسا کوئی اعتراض بھی نہیں کیونکہ بچوں کے ساتھ شفقت کرنے میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے۔ رہی بات کمر بند کی تو جناب کمر بند سے مراد بھی یہاں کمر پر باندھنے والا ڈوپٹہ ہے مگر آپ کی تو سوچ الٹی ہے تو جناب کو کیا سمجھ آئے

؎ بدعات کے ماروں کو الٹا ہی نظر آتا ہے

مجنوں نظر آتی ہے لیلی نظر آتا ہے

پس آپ نے جس شوق سے یہ پیش کیا تو آپ اپنے اعلی حضرت کے کارنامے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

چار برس کی عمر میں ایک دن بڑا سا کرتہ پہنے باہر تشریف لائے تو چند بازاری طوائفوں کو دیکھ کر کرتے کا دامن چہرہ مبارک پر ڈال لیا یہ دیکھ کر ایک عورت بولی واہ میاں صاحب زادے آنکھیں ڈھک لیں اور ستر کھول دیا۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲ ص ۷ شائع شدہ لائل پور)

اسی طرح کے مفہوم اور الفاظ مختلف کے ساتھ یہ واقع فیضان اعلی حضرت میں بھی ہے البتہ اس میں یہ واقع مکمل ہے آگے کے الفاظ یوں ہیں

آپ نے اسی عالم میں بغیر ان کی طرف نگاہ ڈالے برجستہ جواب دیا" جب آنکھ بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔ (فیضان اعلیٰ حضرت ص ۸۷)

☆ چار سال کی عمر میں جنسیات کا یہ عالم ہے تو بہ توبہ شاید یہی وجہ ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر کی کنواری لڑکیوں کو دیکھتے تھے (حوالہ کے لئے دیکھئے ملفوظات حصہ سوئم) اور یہی وجہ تھی کہ انہیں حرکات کی وجہ سے جناب کا نفس حرکت کرتا اور انگرکھے کا بند ٹوٹ جاتا۔ (حوالہ کیلئے دیکھئے امام احمد رضا نمبر ص ۲۱۸)

ے نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ یوں فریاد ہم کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتی

☆ جناب نوری صاحب کہیئے کچھ سکون ملا؟؟

نوری صاحب نے اپنے تبصرے پیش کیے ہیں ص ۷ پر اس سب کی جب ہم جڑ ہی مٹا چکے تو یہ سب تبصرے بے کار ہوئے۔

اس کے بعد نوری صاحب نے ص ۷ پر دیوبندیوں کے بارے میں یہ کہہ دیا کہ انہوں نے توحید کے پرکھچے اڑا دئے ہیں!

اس بات پر جتنا حیران ہوا جائے کم ہے کیوں کہ یہ روز روشن کی عیاں ہے کہ توحید دشمن کون ہے مگر ہمیں تو جناب نوری صاحب کا مکمل علاج مقصود ہے لہذا چند حوالے ان ہی کے گھر سے ملاحظہ فرمائیں۔

**توحید دشمن کون؟**

بریلوی حکیم الامت کا بیٹا اقتدار خان نعیمی صاحب لکھتا ہے

تقریبا آٹھ الفاظ خالصتاً وہابیوں کی ایجاد ہیں

:ا توحید کا لفظ :۲ موحد کا لفظ (العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ جلد ۵ ص ۲۹۶)

☆ جناب جی دیکھی توحید دشمنی؟ ایک اور حوالہ لے لیں

یہی مفتی لکھتے ہیں لفظ توحید کی ایجاد ہی توہین نبوت کے لئے ہوئی ہے۔ (۲۹۷)

☆ کچھ پتا لگا کہ کون توحید دشمن ہے؟

؎ باز آ اپنی عادت بد سے یار

ورنہ ہم بھی سنائیں گے دو چار

نوری صاحب تقویۃ الایمان کی ایک اور عبارت ص ۷ نقل کرتے ہیں ہم یہاں پیش کیے دیتے ہیں۔

جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ص ۵۵)

(رسول دشمنی ص ۷

جناب نوری صاحب نے یہ کہنا چاہا ہے کہ علماء دیوبند توحید کی آڑ میں انبیاء اور اولیا کی گستاخیاں کرتے ہیں معاذ اللہ اسی پر شاہ شہیدؒ کی عبارت پیش کی ہے اب ہم اس موقع پر شاہ شہیدؒ کے نزدیک حضور ﷺ عظمت کو بیان کریں گے اور یہ بات کریں گے کہ ان کا

یہ الزام محظ الزام ہی ہے ہم توحید کے بھی قائل ہیں حضور ﷺ کی عزت وعظمت کو بھی مانتے ہیں

شاہ شہیدؒ لکھتے ہیں

انبیاء کرام کے درجات وکمالات اتنے زیادہ ہین کہ ان کا شمار واحاطہ مجھ جیسے امتی سے مشکل بلکہ ناممکن ہے

مزید لکھتے ہیں

انبیاء علیھم السلام کو خدائے رحمن کے حضور میں تمام مخلوق کی نسب ایک خاص امتیاز حاصل ہے وہ عنایات خداوند ذوالجلال کے منظور نظر ہیں الطاف ربانی سے ہر وقت مسرور خوش حال اور انعامات الٰہی سے ہمہ دم ممتاز ہیں۔محبوبیت کے چمن کے پھول اور مقبولیت کی انجمن کے صدر نشین ہیں انس کے افلاک کے ستارے اور قدوس کے املاک کے افسر ہیں۔درجات عظیمہ کا عطیہ انہی کی ذات بابرکت کو زیبا اور مہمات کا سرانجام انہیں کی ذات کے لئے موزوں ہے اور کروبیان کی محفل کے سردار اور قدوسیوں کے لشکر کے تاجدار ہیں ان کی ہمت اور اولوالعزمی بند دروازوں کی کنجی اور ان کی دعا مستجاب ہے۔ ان کا محب خدا کا محبوب اور ان کا دشمن خدا کا معتوب ہے۔ان کی محبت بلندی درجات کا باعث اور ان کا توسل وسیلہ نجات ہے۔ان کی پیروی باعث حصول عطیات اور ان کا اتباع دافع بلیات ہے

نیز تھوڑا آگے ہی لکھتے ہیں

وجاہت تین قسم کی ہوتی ہے۔

اول محبوبیت رب العالمین

دوم ملائکہ مقربین میں عزت

سوم نیک بندوں کے لئے وسیلہ فیض جسے سعادت کے لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔پس وجاہت کا منصب محبوبیت،عزت اور سعادت تینوں سے مرکب ہے اور یہی منصب انبیائے کرام کو خداوند تعالی کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ (منصب امامت ص 9،10)

شاہ شہید تقویۃ الایمان مع تزکیر الاخوان میں ص 139 پر فرماتے ہیں

ف: یعنی آدمی جب پیغمبر خدا ﷺ اپنے ماں باپ سے اور اولاد سے اور تمام مخلوقات سے زیادہ دوست جانے اور سب کی دوستی سے زیادہ ان کی محبت دل میں رکھے اور سب کی مرضی سے زیادہ ان کی مرضی کے کام مقدم کرے اور حضرت کی حدیث کو سب کے قول سے زیادہ مقدم جانے اور حضرت کے فرمودے موافق سب کے حکم سے زیادہ عمل کرے تب مسلمان ٹھہرے۔

پس ان تمام حوالوں سے جناب حسن نوری کا اعتراض زائل ہوا جو انہوں نے کیا تھا کہ ہم حضور کی گستاخیاں کرتے ہیں معاذ اللہ

اور پیش کردہ عبارت کا بھی اتنا ہی جواب ہے کہ یہاں مطلق اختیار کی نفی ہی نہیں جیسا جناب نے سمجھی ہے بلکہ یہاں مافوق الاسبان کی نفی ہے اور مافوق الاسباب پر اختیار

اللہ تعالی کو ہی ہے

جناب نے ص 7 پر تبصرہ یوں کیا ہے بات دراصل یہ ہے کہ وہابیہ ودیابنہ انبیاء و اولیا کی توہین کرتے ہیں۔ہم یہ تو بیان کر چکے ہم ہرگز ہرگز انبیاء کی توہین نہیں کرتے اور جہاں تک اولیا کی بات ہے تو وہ بھی ہمارے سر کے تاج ہیں ہم شاہ شہیدؒ سے ہی اولیاء کا مرتبہ دکھا دیتے ہیں۔شاہ شہیدؒ لکھتے ہیں

القصہ صاف باطن لوگوں کو اولیا اللہ کی قبروں کی طرف کسی قدر فائدہ ہوتا ہے۔(صراط مستقیم ص103)

اور اسی تقویۃ الایمان ص 75 میں رقمطراز ہیں

ہاں اگر یوں کہے یا اللہ کچھ دے شیخ عبد القادر کے واسطے سے تو بجا ہے

پس اولیا اللہ کے بارے میں بھی لگایا گیا الزام رفع ہو گیا الحمدللہ۔

اب ہم عرض کرتے ہیں کہ توحید کے پرخچے کس نے غلط عقائد کی بنیاد پر اڑائے ہیں

پیران پیرؒ لکھتے ہیں

مخلوق سے وہی سوال کرتا ہے جو اللہ تعالی سے بے خبر ہو،اس کے ایمان،عرفان اور یقین میں ضعف ہو اور صبر کا مادہ کم ہو۔اور غیر اللہ سے سوال کرنے سے وہی پرہیز کرتا ہے جسے اللہ تعالی کی صفات کامل علم و معرفت حاصل۔۔۔۔۔

ملاحظہ فرمایا یہی بات ہوئی ناں پیران پیر نے آپ کے استعانت کے عقیدہ کو رگڑا

لگا دیا

اب ہم یہ کہیں گے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تم لوگوں نے جو نبی ﷺ تعریف میں انتہائی غلو سے کام لیا ہے اس کا ہم رد کرتے ہیں

مثلاً

## مولوی منظور احمد فیضی لکھتے ہیں:

''حضور سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کما حقہ تعریف نہیں ہو سکتی جتنے مبالغہ اور غلو سے تعریف کریں حقیقتاً کم ہے''

(مقام رسول ص ۴۴)

☆اب اس نظریہ کا عوام پر کیا اثر ہوا خود بریلوی عالم کی زبانی سنیے۔

بریلوی محقق عالم مولوی عون محمد سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

عشق رسول ہمارے مسلک کی بنیاد ہے مگر ہم نے اپنے طرز عمل سے اس کو مذاق بنا دیا ہے جو کہ نا قابل معافی جرم ہے۔ (اپنی محافل کا قبلہ درست کیجئے ص ۵)

سعیدی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

بعض غیر معتدل لوگ رسول اللہ ﷺ سے عقیدت کے اظہار میں غلو کرتے ہیں نماز روزہ اور دیگر فرائض باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے اور عید میلاد کے جلوس کو باقاعدہ میلوں ٹھیلوں کی طرح نکالتے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں:

اسی طرح بعض غیر معتدل مقرر اور شاعر رسول اللہ ﷺ کے کمالات کو اللہ تعالیٰ سے بڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی نکلی ہوئی آنکھ کو دوبارہ لگا دیا اور آپ کے دست اقدس کی برکت سے اس سے زیادہ نظر آنے لگا۔ تو اس میں یہ نکتہ آفرینی کرتے ہیں کہ خدا کی دی ہوئی آنکھ سے اتنا نظر نہیں آتا تھا جتنا مصطفےٰ کی دی ہوئی آنکھ سے نظر آتا تھا۔

(تبیان القران ج ۱، ص ۲۹۳)

☆ان اس نظریہ کہ آپ ﷺ تعریف میں جتنے مبالغہ اور غلو سے تعریف کریں حقیقتاً کم ہے کا اثر کیا ہوا اسی کی نشاندہی علامی سعیدی صاحب نے کردی کہ بعض غیر معتدل مقرر اور شاعر رسول اللہ ﷺ کے کمالات کو اللہ تعالیٰ سے بڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

## میلاد اور عوام بریلویہ:

اس مسئلہ کو بھی رضاخانی علماء نے کبھی سنت کہہ کر۔ کبھی مستحب، کبھی واجب اور کبھی فرض کہہ کر پھیلایا۔ پھر جب عوام نے اس میں غلو کیا تو پھر کیا ہو؟؟

ملاحظہ ہو علامہ سعیدی صاحب کی زبانی

## علامہ سعیدی لکھتے ہیں:

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض شہروں میں عید میلاد کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کردیا

گیا ہے۔جلوس تنگ راستوں سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیوں اور بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکائے جلوس پر پھل وغیرہ پھینکتی ہیں۔اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں جلوس میں مختلف گاڑیوں پر فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان لڑکے فلمی گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں اور نماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا ہے مساجد کے آگے سے گزرتا ہے اور نماز کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا،اس قسم کے جلوس میلاد النبی کے تقدس پر بدنما داغ ہیں۔

اگر ان کی اصلاح نہ ہوسکے تو ان کو فورا بند کردینا چاہیے کیونکہ ایک مستحسن کے نام پر ان محرمات کے ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم ج ۳،ص ۱۷۰)

سعیدی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

بعض غیر معتدل لوگ رسول اللہ ﷺ سے عقیدت کے اظہار میں غلو کرتے ہیں نماز روزہ اور دیگر فرائض باقاعدگی سے ادا نہیں کرتے اور عید میلاد کے جلوس کو باقاعدہ میلوں ٹھیلوں کی طرح نکالتے ہیں۔ (تبیان القران)۔

تو کیا ہم انہیں باتوں کے بارے میں یوں کہیں کہ یہ گستاخ رسول ہیں؟؟ حالانکہ آپ کے علما آپ کو ہی سمجھ رہے ہیں اسی طرح اولیا کے بارے میں پڑھیں

## بزرگوں کے عرس اور عوام بریلویہ

اس کو بھی عوام میں پھیلایا گیا لیکن جب اس کو عوام نے قبول کیا اور حد سے تجاوز کیا تو پھر

بریلوی علماء بول اٹھے ملاحظہ فرمائیں

مولوی عون محمد سعیدی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

بہت سے اعراس میں میلوں کا بازار گرم ہوتا ہے اور وہاں اسلام کی تباہی و بربادی کی منظر دل کو خون کے آنسو رلاتا ہے جس کا سارا گناہ وہاں کے سجادہ نشینوں کے سر ہے۔

(اپنی محافل کا قبلہ درست کیجئے ص ۸)

مولوی تطہیر احمد رضوی لکھتے ہیں:

آج کل بزرگان دین کے مزارت پران کے اعراس کا نام لے کر خوب موج مستیاں ہو رہی ہیں بدمعاش بدکردار لوگ اپنی انگلیوں باھوں تماشوں عورتوں کی چھیڑ چھاڑ کے مزے اٹھانے کے لئے اللہ والوں کے مزاروں کا استعمال کر رہے ہیں کاش یہ لوگ موج مستیاں پر ڈھول باجے مزامیر کے ساتھ قوالیاں مزارات سے الگ کرتے اور عرس کا نام نہ لیتے تو کم از کم اسلام اور اسلام کے بزرگ بدنام نہ ہوتے۔

(ص ۳۸ عوامی غلط فہمیاں اوران کی اصلاح)

۱۲) پروفیسر مسعود صاحب لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ اعراس میں بالعموم افعال شرکیہ کا ارتکاب اس کثرت سے ہونے لگا کہ عرس کے نام سے بعض حضرات کو چڑسی ہوگئی۔

(فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص

۵۳)

۱۶) علامہ سعید احمد قادری کانپوری بریلوی لکھتے ہیں:

عرس کا جو اسلامی طریقہ ہے اس کو چھوڑ کر عوام جہلا نے اس کو اپنے نفس کے سانچے میں ڈھال لیا ہے اب تو وہ دھما چوکڑی ہوتی ہے کہ شیطان بھی مات کھا جائے۔

(لہو کی بوندیں ص ۲۳)

## مزارات اولیاء اور عوام بریلویہ

مزارات پر کاروبار کی راہیں بھی رضاخانی علماء نے کی اور پھر عوام جب غلو کا شکار ہوئی تو یہ رونا رویا گیا۔

علامہ سعیدی لکھتے ہیں

وہ لوگ جو اسلام کے نام پر بڑے بڑے جلسے کرتے ہیں نماز نہیں پڑھتے جو نذر و نیاز پر ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں اور زکوۃ نہیں ادا کرتے جو مزاروں پر سجدہ کرتے ہیں اور خدا کے سامنے سر نہیں جھکاتے جو محبت رسول کے دعویدار ہیں اور رسول کے احکام پر عمل نہیں کرتے۔ (معاشرے کے ناسور ص ۱۸)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

ہم نے ان پڑھ عوام اور جہلا کو اولیاء اللہ کے مزارات پر بارہا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے جو منع کرنے کے باوجود باز نہیں آتے اسی طرح ان کے مزارات پر صاحب مزار کی نذر اور منت مانتے ہوئے دیکھا ہے حالانکہ سجدہ عبادت ہو یا سجدہ تعظیم اللہ کے غیر

کے لئے جائز نہیں اور نذر بھی عبادت ہے اور غیر اللہ کی نذر ماننا جائز نہیں۔

(تبیان القرآن ج ا،ص ۱۸۶)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

بعض جہلا کا عقیدہ ہے کہ وہ قبر کو بوسہ دیتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یہ تمام افعال ممنوع اسلام ہیں۔ (ایضاص ۱۹۹)

لیجئے اگر چہ یہ علما آپ جیسی بیمار عوام کو سمجھا رہے ہیں مگر چوں کہ آپ نے شاہ شہید کو نہیں بخشا تو لگائیے ان پر بھی اولیا اللہ کے گستاخ ہونے کا فتوی۔

؎ جا جا کے گریبان میں اپنے تو جھانک لے

ایک اور بات جو آپ کے تقویۃ الایمان کی عبارت پیش کی ہے اس میں آپ جیسے بدعتیوں کا ہی رد ہے۔ حضرت وہاں مافوق الاسباب کا رد فرمارہے ہیں مگر چونکہ آپ بیمار ہیں تو آپ کو آپ کے گھر سے دوا دیتے ہیں

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

''کلی اختیارات اور مکمل علم غیب پر خدائی دار و مدار ہے''

(مواعظ نعیمیہ ص ۲۷۳)

خواجہ گلام فرید صاحب جن کو بریلوی اپنا اکابر تسلیم کرتے ہیں ان سے کسی نے بارش کی دعا کے لئے عرض کیا تو فرمایا ''میں تو بہت چاہتا ہوں لیکن سب چیز خدا کے اختیار میں ہے''

(مقابیس المجالس ۸۰۸)

اسی طرح پیر مہر علی صاحب فرماتے ہیں؛

''نہ حصول خیر کسی کے ہاتھ میں ہے اور نہ دفع ضرر کسی کے اختیار میں جو کچھ بھی ہے خواوند تعالی کے ہاتھ میں'' (مہر منیر)

مفتی اقتدار نعیمی لکھتے ہیں:

''تقدیر مبرم انبیاء کی دعا خصوصیہ سے بھی نہیں ٹلتی''

(تفسیر نعیمی جلد ۱۶ ص ۲۷۳)

مولوی عبد الما لک لکھتے ہیں:

''اے محمد یہ ضروری نہیں کہ جس کو تم دوست رکھو وہ ہدایت پر آجائے بلکہ یہ امر خدا کے اختیار میں ہے جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے''

(شرح کبریت ص ۱۰۳)

مولوی ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں:

''آدم علیہ السلام نے فرمایا حکم الٰہی کے خلاف نہ ہوگا۔ مجھے ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔''

(اوراق غم ص ۷)

پیر نصیر الدین نصیر صاحب گولڑوی لکھتے ہیں:

''اللہ کا غیر دینے پر قادر ہے نہ روکنے پر دفع ضرر پر قادر ہے نہ تحصیل نفع پر۔ کیوں کہ وہ خود

امنی جانوں کے لئے کسی نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔''

(اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت ص ۹۴)

مولانا کرم الدین دبیر صاحب جن کو بریلوی اپنا اکابر مانتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

''یہ مسلم امر ہے کہ موت وحیات خدا کے اختیار میں ہے کسی انسان کو اس کا اختیار نہیں دیا گیا۔لیکن یہ شیعہ کا اعتقاد ہے کہ آئمہ اہلبیت کو موت وحیات پر کلی اختیار تھا''

(آفتاب ہدایت ۱۶۹)

تو آپ نے دیکھا کہ بریلوی حضرات لوگوں کو شیعہ بنانے پر تلے ہیں۔

شیخ جیلانیؒ شیعہ کے فرقہ مفوضہ کا عقیدہ یوں لکھا ہے کہ جو مفوضہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے تدبیر خلق کا مسئلہ آئمہ کے سپرد کر دیا ہے (غنیّۃ الطالبین جلد ا ص ۱۸۲ قدیم)

مولوی محمد صادق نقشبندی لکھتے ہیں:

''سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ حضور حضرت رسالت مآب ﷺ حاضر ہوئے اور انکی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ کہتے تھے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا تو آپ نے فرمایا چچا میں مامور ہوں مجھے اس امر کا اختیار نہیں

(تاریخ مدینہ ص ۱۱۴)

احمد رضا کے ابا لکھتے ہیں:

''آپ نے چاہا کہ ابوطالب کی بخشش کے واسطے دعا کریں حکم آیا پیغمبر اور مسلمانوں کو لائق

نہیں کہ مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ ان کے رشتے دار ہوں دعا کریں استغفار کریں۔اے عزیز وہ حاکم ہے محکوم نہیں، غالب ہے مغلوب نہیں۔مالک ہے تابعدار نہیں۔اگر تیری دعا قبول نہ فرماوے۔تجھے ناخوشی اور غصے یا شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے۔جب خاصوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں جب چاہتے ہیں منع فرما دیتے ہیں تو تو کس شمار میں ہے کہ اپنی بات کا اصرار کرتا ہے۔''

(الکلام الاضح ص ۳۰۸)

مفتی احمد یار لکھتے ہیں:

''آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پہاڑ کو سونا بنانے یا خلق اشیاء پر قدرت نہیں رکھتا''

(مواعظ نعیمیہ حصہ ۲)

مفتی مظہر اللہ لکھتے ہیں:

''تم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا ہے تو ڈھیٹ بن کر اس عذاب کی جلدی کرتے ہو وہ عذاب میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے''

(تفسیر مظہر القرآن جلد ا ص ۳۸۵)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''مجھے اس عذاب کے نازل کرنے یا اس کو مقدم اور مؤخر کرنے پر قدرت نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ

معاملہ میرے اختیار میں ہوتا وہ میں تمہارے مطالبہ عذاب کو لا چکا ہوتا''

(تبیان القرآن ص ۴۹۵ جلد ۳)

آپ نے دیکھ لیا یہ بریلوی حضرات نبی ﷺ تمام اختیار کا مالک نہیں مان رہے۔

علامہ سعیدی لکھتے ہیں:

''دوسری قسم وہ ہے جو نبی کا فعل نہ ہو۔لیکن اس کا کسی وجہ سے نبی سے تعلق ہو۔حضور ﷺ کلام الہی کا نزول یا پتھر کا حضرت موسی علیہ السلام کے کپڑے لے بھاگنا یہ معجزے ہیں۔لیکن ان کے اظہار میں حضور ﷺ حضرت موسی علیہ السلام کے اختیار کا کوئی دخل نہ تھا''

(مقالات سعیدی)

احمد رضا صاحب لکھتے ہیں:

''اور اگر تم انکی ہدایت کی حرص کرو تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے''

(کنز الایمان النحل نمبر ۳۷)

ایک جگہ یوں لکھا:

''بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے''

(کنز الایمان القصص نمبر ۵۶)

جس ترجمہ پر ناز تھا اسی نے مسلک کی نیا ڈبو دی۔

یہ لیجئے یہ حضرات بھی مافوق الاسباب کے اختیار کی حضور ﷺ کے لئے نفی کر رہے ہیں تو لگا دیجئے دل کھول کر ان پر

پس ہم نے اسکا کافی وشافی جواب دے دے

اس کے بعد جناب نوری صاحب نے تذکرۃ الرشید کی عبارت نقل کی ہے جناب لکھتے ہیں

آپ دنیا سے تشریف لے گئے مگر آپ کے تصرفات عالم میں اپنا کام برابر کر رہے ہیں۔(ص 151 جلد2)

جناب یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اپنے مولویوں کو تو تصرفات کی قدرت مانتے ہیں نبی ﷺ کے لئے کوئی اختیار نہیں مانتے مگر ہم ثابت کر چکے کہ حضرت شہید مطلق نفی نہیں فرما رہے مافوق الاسباب کی نفی ہے اور یہاں جو حضرت گنگوہیؒ کے متعلق بات پیش کی ہے تو اسکا جواب سنئے

تو قارئین کرام یہاں تصرفات کے لفظ سے انہوں نے اپنا الو سیدھا کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ بے کار ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ تصرف سے یہاں مراد کرامات ہیں اور کرامات کے علماء دیوبند منکر نہیں ہیں

مولانا اشرف علی تھانویؒ کرامات کی تین قسمیں کرتے ہوئے یوں اور لفظ تصرف اور ہمت کے اطلاق کو کرامت کی پہلی قسم پر صادق مانتے ہیں دیکھئے بوادر النوادر ص 78)

پس یہاں تصرفات بمعنی کرامات کے ہیں اور اسکا کوئی منکر نہیں اور کرامت میں بھی ولی کا کوئی اختیار نہیں ہوتا یہ تو اللہ کا فعل ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے

پیران پیر شیخ جیلانیؒ فتوح الغیب جسکی شرح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کی اور ترجمہ آپ کے گھر کا ہے اس میں لکھتے ہیں

حالانکہ تکوین اور خرق عادت اللہ توالی کی تصرف اور فعل ہوتا ہے

اسی صفحہ میں نیچے حاشیہ آرائی یوں موجود ہے

معجزہ وکرامت خدا کا فعل ہے جو بندے کی تصدیق وتکریم کے پیش نظر ظاہر ہوتا ہے دیگر افعال کی طرح بندے کے قصدو اختیار سے صادر ہونے والا فعل نہیں ہے۔(شرح فتوح الغیب ص70)

لیجئے تصرف بمعنی کرامت اور کرامت خدا کا فعل اور اس میں ں بندے کا اختیار یا قصد نہیں۔

آپ کا اعتراض جاتا رہا۔اللہ آپ جیسوں کو سمجھ دے جو مواد چوری کرتے ہیں اور دجل وفریب کا مظاہرہ کرتے ہیں

؎شاید کہ اترجائے تیرے دل میں میری بات

حسن رضا صاحب مرثیہ سے ایک شعر نقل کرتے ہیں کہ

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں یارب ہم

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی وجسمانی (وہابیہ کی رسول دشمنی ص8)

جناب نوری صاحب سے عرض ہے کہ آپ اپنے ذہن کے اختراعی مطلب سے اپنا

الو سیدھا نہ کریں کیوں کہ گزشتہ صفحات میں آپ اپنی الٹی سوچ کے سبب اپنے علماء سے بغاوت کرنے کی داستان پڑھ چکے ہیں۔

خیر اس شعر میں ایسا کچھ نہیں ہے اس میں شیخ الہندؒ کہنا چاہتے ہیں کہ ایک خادم اور مرید کے لئے اس کے روحانی پیشوا اور مرشد بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور ہمیں جب دین کے کسی مسئلہ میں یا دنیا کی کسی ضرورت کے لئے کسی چیز کی کوئی پریشانی ہوتی تھی تو ہم حضرت گنگوہی صاحب کے پاس جاتے تھے۔حضرت گنگوہی ہمارے دینی راہ بر تھے اور دین کے متعلق ہر شبہ کا ازالہ کر دیتے تھے یوں اطمینان میسر ہوتا تھا اور اسی طرح اگر دنیاوی پریشانی ہوتی تو ہم حضرت کے سامنے پیش کرتے تھے تو حضرتؒ اس کا کوئی مناسب حل بتا دیتے تھے

اور چونکہ حضرت ہمارے روحانی پیشوا بھی تھے تو ان سے ہمیں روحانی فیض بھی حاصل ہوتا تھا۔مگر اب وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تو ہم کہاں اپنی پریشانی کا حل ڈھونڈھنے جائیں گے؟

اس کا فقط اتنا سا مطلب ہے اور حسن رضا خانی نے ص 9 پر اپنے تبصرہ میں جملہ حاجات لکھ کر اپنی مکاری کا ایک اور ثبوت دیا ہے۔پھر ہم تو مافوق الاسباب مدد کا غیر اللہ کے لئے رد کرتے ہیں مگر اس شعر میں کہیں شیخ الہند نئے حضرت گنگوہیؒ سے اس قسم کی مدد کا ذکر نہیں کیا اور کسی سبب کے تحت مدد کے ہم منکر نہیں ہیں۔پس جہاں نفی کی جا رہی ہے وہاں مافوق الاسباب مدد کا ذکر ہے اور تذکرۃ الرشید کی عبارت میں مافوق الاسباب مدد کا

ذکر نہیں آپ نے دجل کرتے ہوئے سب خلط ملط کر کے عوام کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے اسی مغالطہ دہی کا ثبوت ہم آپ کے اعلی حضرت کے لئے کر آئے ہیں۔

پس کا کا سارا پروپگنڈا دھرے کا دھرا رہ گیا۔

اس سے آگے حسن نوری صاحب تصفیہ العقائد کی عبارت پیش کرتے ہیں جس سے مقصد ان کا یہ ہے کہ دیوبندی کہتے ہیں کہ نبی کذب سے پاک معصوم نہیں ہوتے۔(ملخصاً) ص9)

اس اعتراض کے جواب سے پہلے تمہید کو سمجھئے۔

حضرت نانوتویؒ سے سرسید احمد خان نے سوال کیا کہ تمام افعال واقوال رسول خدا ﷺ کے سچائی تھے مصلحت وقت کی نسبت حضور ﷺ طرف سخت بے ادبی ہے جس میں خوف کفر ہے۔ مصلحت وقت سے میری مراد وہ ہے جو عام لوگوں نے مصلحت وقت کے معنی سمجھے ہیں یعنی ایسا فعل جو درحقیقت بے جا تھا مگر مصلحت وقت کا لحاظ کر کے اس کو کہلایا۔

آگے حضرت نانوتویؒ نے کئی صفحات پر مشتمل جواب دیا ہے

:1 تعریضات:

یعنی اشارہ کنایہ توریہ وغیرہ یہ سب ظاہر وصورت کے اعتبار سے جھوٹ ہوتے ہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے سچ ہوتے ہیں

:2 کذب صریح یعنی صریح جھوٹ بولنا:

اس میں بھی تفصیل ہے کہ جب نقصان سے خالی ہواور اس میں نفع بھی ہوتو یہ کذب داخل حسنات ہوتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کرانے کی خاطر کلام کرتا ہے

او کما قال النبی

اور کبھی یہ محض دوسرے کو گمراہ کرنے یا نقصان پہنچانے کے لئے بولا جاتا ہے تو یہ غلط ہے۔

ہاں اگر بعض دفعہ کام تعریضات سے حل ہوسکتا ہے وہاں کذب صریح جائز نہیں اور انبیاء تو تعریضات کو بھی مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی شان بلند و بالا جیسا کہ سیدنا آدم علیہ السلام قیامت کے روز شفاعت سے اعراض فرمایا ہے۔ وجہ میں یہی بات ارشاد فرمائیں گے کہ مجھ سے وہ باتیں (توریہ، تعریض، کنایہ) صادر ہوئیں اس لیے مجھے شفاعت کرتے ہوئے جھجک آتی ہے

حضرت نانوتویؒ نے انہیں باتوں کو کئی صفحات پر بیان کیا ہے دیکھئے ص (22،23،24)

پس یہ تو تھا تحقیقی جواب اب اپنے گھر کے حوالے بھی دیکھیں

1۔ مفتی مظہر اللہ صاحب لکھتے ہیں

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اچھے لوگوں کے دل میں اللہ کا خوف زیادہ ہوجاتا ہے اس لئے ظاہری صورت کے جھوٹ پر بھی حضرت

ابراہیم علیہ السلام اپنے تئیں ہمیشہ خطا سمجھ کر استغفار میں مشغول رہتے تھے ۔(تفسیر مظہر القران جلد 2 ص 975)

2۔ بریلویوں کی ایک جماعت نے تفسیر درمنثور کا ترجمہ کیا ہے۔اس میں یہ لکھا ہے

امام ابوداؤدوترمذی ،ابن حاتم ،ابن مرودیہؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلام میں کبھی ظاہراََ بھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین صورتوں میں رضائے الہی کی خاطر ایک آپ نے فرمایا میری طبعیت ناساز تھی جبکہ آپ کی طبعیت اس وقت نہ ساز نہ تھی

2۔آپ نے حضرت سارہ کے متعلق کہا یہ میری بہن ہے۔

3۔آپ نے فرمایا اس بڑے (بت) نے یہ حرکت کی ہوگی امام ابو یعلیٰؒ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا لوگ (قیامت کے روز) حضرت ابراہیم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں آپ فرمائیں گے میں نے (ظاہراََ) تین جھوٹ بولے تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اوران میں سے کوئی بھی (حقیقتاََ) جھوٹ نہ تھا۔الخ (تفسیر درمنثور ص 846 جلد 4)

3۔مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان کو جھوٹ سے بچنے کے لئے معاریض کافی ہیں۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان کو جھوٹ سے بچنے کے

لئے جھوٹ میں بڑی گنجائش ہے۔آگے لکھتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم نے صرف تین جھوٹ بولے

آگے لکھتے ہیں

اس حدیث میں جھوٹ سے مراد ظاہری جھوٹ اور حقیقت میں معاریض مراد ہیں۔

(تبیان القران جلد 7 ص605)

پس اب بات بالکل واضح ہوگئی اور حسن صاحب کے گھر سے بھی ہم نے نکال دی۔

پس انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور کذب سے مراد صورۃً کذب ہے۔ یہ اعتراض رفع ہوا۔پس اگر یہ رسول دشمنی ہے تو لگائیں اپنے گھر کے لوگون پر فتوی ہم منتظر ہیں۔ یہ ان کا چھٹا قدم تھا سو اس میں بھی یہ غلطی پر ثابت ہوئے۔

اس کے بعد جناب نوری صاحب نے تذکرۃ الرشید کی عبارت پیش کی ہے لکھتے ہیں

مولوی عاشق الہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ اپ رشید احمد گنگوہی نۓ کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع

پر۔(تذکرۃ الرشید جلد 2ص 17)

(رسول دشمنی ص 10)

بے وقوفوں اور بھولی بھالی بھیڑوں کو (بقول اعلی حضرت) بھلا کیا کام کی باتیں سمجھ آئیں گی؟

مگر ہم پھر بھی وضاحت کیے دیتے ہیں۔

ایک رضاخانی مفتی اپنے ہی ہم مسلک کے رسالہ کا جواب دیتا یوں رقم طراز ہے

موصوف نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے کہ ان کی چستی پکڑی نہ جائے حالانکہ یہ الفاظ اس بحث کی جان تھے پس ان الفاظ کو اڑا کر انہوں نے مجرمانہ خیانت کا ارتکاب بھی فرمایا ہے۔(مصلحانہ کاوش ص 144)

جناب جی دیکھ لیا اپنے مفتیوں کا حال یہی حال آپکا ہے کیونکہ آپ نے یہ ہی کیا ہے آپ نے بھی وہ الفاظ نقل نہیں کئے تا کہ آپ کی چستی نہ پکڑی جائے اور آپ نے یہ مجرمانہ کوشش کیوں کی ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ جب بڑوں کا یہ عالم ہے تو چھوٹے تو ان سے دو ہاتھ آگے ہی ہوں گے

یہی مفتی عبدالمجید صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں

لاہوری صاحب کا اس میں کمال یہ ہے کہ انہوں نے اس کا پس منظر چھپانے کے ساتھ ساتھ حضرت کی عبارت ادھوری نقل فرمائی (ص 33)

دیکھا آپ نے ہمیں آپ سے کیا گلہ جب بڑے اس کام میں ملوث ہوں۔

خیر ہم پیش کردہ عبارت کو مکمل نقل کرتے ہیں ان کی پیش کردہ عبارت کے آگے یہ الفاظ آرہے ہیں

ظاہر میں علماء جن مسائل میں دلائل وشواہد کے پابند ہو کر اختلافی جھگڑوں میں پڑتے اور حق وباطل میں امتیاز کامل نہ ہونے کی وجہ سے تذبذب وتحیر کے بیابان میں سر گرداں پھرا کرتے ہیں حضرت امام ربانی قدس سرہ مشکوۃ نبوت سے سلگاتی ہوئی مشعل قلبی کے نور کی بدولت واقعی حق جانب بیان فرمتے اور شق صحیح معین فرما کر بلا استشہار فیصلہ کردیا کرتے تھے۔ الخ۔ ص 17 )

☆ پس دیکھ لیجئے بات واضح ہوگئی حضرت جن مسائل میں اختلاف ہوتا تھا ان میں دلائل کی بنیاد پر صحیح فیصلہ فرمادیا کرتے تھے اور اس عبارت کی یہی وضاحت ہے۔

مگر کیا کہئے اس الٹی عقل کو جس نے ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ جیسے بھی ہو ہم نے فرضی عقیدے کھینچ تان کر دیوبندیوں کے سر لگانے ہیں۔

اس اعتراض میں بھی کوئی جان نہ تھی کیونکہ جسے یہ کذب کہہ رہے تھے وہ حقیقتا کذب ہی نہیں اور یہاں اس کی بھی مختصر وضاحت کرچکے تو ان کے سارے تبصرے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ص 11 پر پھر وہی واویلا کیا جسکا جواب ہم دے چکے۔ تقویۃ الایمان کے حوالے ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ یہاں نفی مافوق الاسباب کی ہے۔

جناب نے اس بار مرثیہ کے ایک شعر کو بھی پیش کیا ہے

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا

ان کا جو حکم تھا سیف قضائے مبرم

اور یہ بھی پیش کیا کہ

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا

میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

یہ پیش کر کہ تبصرہ ص 12 پر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہی ہے کہ جناب واویلا مچا رہے ہیں کہ نبی ﷺ کے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں مانتے اپنے مولویوں کے لئے اختیار مانتے ہیں۔

جہاں تک ان حوالوں کا تعلق ہے ان میں کچھ اعتراض کے قابل نہیں ہے۔

آپ کے گھر والوں کا ہی یہ اصول ہے کہ

شاعرانہ مذاق الگ ہوتا ہے اس میں حدود شرعیہ نگاہ میں نہیں رکھی جاتیں کیونکہ یہ پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ ان میں مبالغہ ہوتا ہے اور ان میں سے کسی کے عقائد کا سراغ نہیں لگ سکتا۔ (رسایل میلاد حبیب ص 174)

پڑھ لیا شاعری سے عقیدے ثابت نہیں ہوتے۔

تاہم پھر بھی پہلے شعر میں مطلب یہ ہے کہ آپؒ حق کی جانب مائل تھے اور آپؒ مسلک اہل سنت والجماعت کے صحیح ترجمان تھے اور آپ کی ہر بات مبنی برحق ہوتی تھی۔ یعنی آپؒ علماء

حق کی جماعت سے تھے اور نبی ﷺ کے دین کے صحیح ترجمان تھے

اور دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ یہاں ایک تشبیہ دی گئی ہے کہ جیسے قضائے مبرم پوری ہو کر ہی رہتی ہے اسی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد اللہ کے حکم سے پورا ہو جاتا تھا یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کھلی ہوئی کرامت تھی۔

پس اس میں کچھ اعتراض کی بات نہیں کیونکہ کرامت میں قصد بندے کا نہیں ہوتا پس اس سے آپ کی مطلب برآئی نہ ہوئی اور تشبیہ کے متعلق ہم آپ کے گھر کے حوالے پیچھے پیش کر آئے ہیں۔تو آپ کی اس بات سے بھی مراد پوری نہ ہوئی۔

پس ہم الحمدللہ آنحضرت ﷺ محبت سب سے زیادہ دل میں رکھتے ہیں۔آپ کا یہ دھوکہ اور دجل پیچ چورا ہے ننگا ہو گیا۔

آپ نے ص 13 پر ووجدک ضآلا فھدی کے ترجمے پر اعتراض کیا ہے تو اس کا جواب بھی لیجئے:

آگے ص 13 پر جناب نوری صاحب نے مودودی صاحب اور جونا گڑھی صاحب کی عبارات پیش کی ہیں اس سے ہمارا کوئی سروکار نہیں۔

مگر اسی ص پر لکھتے ہیں:

تھانوی کے نزدیک ہادی کل شریعت سے بے خبر تھے چنانچہ لکھتا ہے

(ووجدک ضآلا فھدی) ترجمہ :اور اللہ نے آپکو شریعت سے بے خبر پایا سورہ

دکھائی۔

محمود الحسن دیوبندی کے نزدیک رسول ھدی راہ بھٹکا ہوا تھا۔

اور پایا تجھ کو راہ بھٹکا ہوا پھر راہ سجھائی۔ نبی ﷺ راہ ہدایت سے بے خبر راہ بھٹکا ہوا ناواقف راہ شریعت سے بے خبر ہیں یہ ہے دیوبندی مذہب میں پیغمبر اسلام کی شان۔ (ص 14-15)

جواب: جناب نوری صاحب بے چارے علمی یتیم ہیں سو اعتراض کر دیا ہم اس کا جواب دیتے ہیں

نوری صاحب اپنے گھر کا اصول پڑھ لیں آپ کے ہم مسلک لکھتے ہیں:

یہ مترجمین ترجمہ کرنے سے پہلے سابقہ تفاسیر کا مطالعہ کر لیتے تو شاید ایسا نہ ہوتا۔ (فیصلہ کیجئے ص 17)

☆ یہ اصول آپ جیسے بیماروں کے لئے ہی بنا ہے کیسے؟ یہ لیجئے پڑھئے۔

امام رازیؒ کی تفسیر

جمہور کے نزدیک نبی نے ایک لمحہ بھی کفر نہیں کیا قران مجید میں ہے

ما ضل صاحبکم و ما غوی

اور انہوں نے اس آیت کے متعدد محامل بیان کیے ہیں

ضال: کا معنی غافل حضرت ابن عباس حسن بصری ضحاک اور شہر بن حوشب نے کہا کہ آپ کو احکام شریعت سے بے خبر پایا تو آپ کو ان کی ہدایت دی اور اس کی تائید ان آیات

میں ہے:

ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان (الشوری 52) وان کنت من قبلہ

لمن الغافلین (یوسف 13) (تفسیر گبیر جلد 11 ص 197)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر

علامات نبوت اوراحکام شریعت خبر اوران تمام علوم سے لاعلم جن کو جاننے کا ذریعہ سوائے نقل کے نہیں ہے اسی مفہوم کے مثل آیت وان کنت من قبلہ لمن الغافلین اورآیت ما کنت تدری ما الکتاب والا یمان کا مفہوم ہے۔(تفسیر مظہری جلد 21 ص 292)

امام عبداللہ احمد النسفیؒ کی تفسیر

ووجدک ضالا ای غیر واقف علی معالم النبوت واحکام الشریعہ وما طریقہ السمع (فھدی) فعرفک الشرائع والقران۔(تفسیر مدارک جلد 3 ص 654-655)

بیضاوی شریف سے تفسیر

ووجدک ضالا عن علم الحکم والا حکام فھدی فعلمک

بالوحی والالہام والتوافیق

تفسیر خازن سے اسکی تفسیر

ووجدک ضالا ای عماانت علیھا الیوم (فھدی) ای فھداک الی توحیدہ ونبوتہ وقیل ووجدک ضالا عن معالم النبوۃ واحکام الشریعہ فھداک الیھا

قاضی عیاضؒ سے

ضالا :عن شریعتک ای لا تعرفھا فھداک الیھا

(شفا جلد 2 ص 71 مکتبہ حقانیہ)

توان تمام جمہور مفسرین جن میں ضحاک اور حسن بصری جیسے آئمہ ہیں اس آیت کا مطلب یہی بیان کیا کہ آپ ﷺ احکام شریعت کی تفصیل کا علم نہ تھا آپ اس سے بے خبر تھے تو اللہ تعالی نے احکام شریعت کا علم آپ کو عطا کیا اور اس کی طرف راہ نمائی کی یہی ترجمہ حضرت تھانویؒ کا ہے۔اب حسن صاحب ہمت کریں اور لگائیں ان مفسرین پر فتوی کہ یہ رسول دشمن ہیں۔

مفسرین نے اس آیت کی ایک تفسیر اور بھی بیان کی ہے کہ آپ اپنے دادا عبد المطلب سے گم ہو گئے تھے تو ابوجہل آپ کو ان کے پاس لایا جیسے فرعون نے موسی علیہ

السلام کی پرورش کروائی۔ یا آپ ﷺ بی خدیجہ کے غلام میسرہ کے ساتھ جارہے تھے ایک کافر نے آپ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور آپ سے راستہ گم ہو گیا اللہ توالی نے جبرائیل علیہ السلام کو آدمی کی شکل میں بھیجا اور آپ ﷺ قافلے کے ساتھ ملا دیا (تفسیر کبیر جلد 11 ص 197، تفسیر عزیزی جلد 2 ص 221، تفسیر مدارک جلد 3 ص 655، تفسیر ابن کثیر جلد 8 ص 426، تفسیر مظہری جلد 12 ص 292)

اگر اس تفسیر کو سامنے رکھا جائے تو شیخ الہندؒ کا ترجمہ

اور پایا تجھ کو بھٹکا پھر راہ سمجھائی

بالکل درست بنتا اور سرے سے کوئی اشکال ہی وارد نہیں ہوتا حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے بھی اسی ترجمہ کو ملحوظ رکھا۔

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

ضال کا معنیٰ ہے سیدھے راستے کو ترک کرنا۔ خواہ یہ ترک عمداً ہو یا سہواً۔ کم ہو یا زیادہ تو کسی شخص سے کوئی بھی کسی قسم کی خطا ہو جائے تو اس کے لئے ضال کا لفظ استعمال کرنا صحیح ہے اس لئے لفظ ضال کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی ہوتی ہے اور شیطان کی طرف بھی ہوتی ہے اگرچہ دونوں کے ضلال میں فرق ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالی نے ہمارے نبی ﷺ کے متعلق فرمایا ووجدک ضالا فھدی (الضحی 7) یعنی جب آپ کو نبوت پر فائز کیا تو آپ مکمل شریعت سے آگاہ نہ تھے۔ (تبیان القران ص 822 جلد 12)

اور یہی سعیدی صاحب امام ابو منصور ماتریدیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ضال کا معنی ہے غافل اس آیت کے معنی ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو انبیاء متقدمین اور صالحین کے خبروں سے غافل پایا۔اور بعض علماء نے کہا آپ کو گمراہ قوم میں پایا تو آپ کو ہدایت دی۔(تبیان القران ص 824- 825 جلد12)

تفسیر کبیر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ضال کا معنی ہے معرفت سے عاری ہونا جب آپ ایام طفولیت میں تھے تو اللہ تعالی نے اآپ کو ّضال پایا یعنی علوم معارف سے خالی پایا(ص826)

مولوی حشمت علی رضوی صاحب لکھتے ہیں:

اور پایا تجھے راہ بھٹکا ہوا پس ہدایت فرمائی( 15 تقریریں ص 340 نوری کتب خانہ لاہور)

مولوی احمد رضا کے ابا جی لکھتے ہیں:

اور پایا تجھے راہ بھولا پھر تجھے راہ بتائی (الکلام الاضح ص 67)

مولوی احمد رضا صاحب کا فرمان پڑھیئے لکھتے ہیں:

فقیر کی رائے یہ ہے کہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا ترجمہ پیش نظر رکھا جائے (فتاوی رضویہ 26 ص 457)

شاہ عبد القادر صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں

اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی (شاہ عبد القادر دہلویؒ)

لیجئے اب تو آپ کے اعلی حضرت بھی رسول دشمن ثابت ہوئے کیونکہ وہ شاہ صاحب کے ترجمہ کی ترغیب دے رہے ہیں اور شاہ صاحب کا ترجمہ میں بھی بھٹکتا پھر راہ دی ہے اور اپنے گھر کے مصدقہ ترجمہ قران کو بھی پڑھ لیتے۔

حافظ نزر صاحب اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

ووجدک ضالا اور آپ کو پایا

ضالا بے خبر

فھدی تو ہدایت دی (آسان ترجمہ قران ص 1269، مصدقہ مفتی محمد حسین نعیمی اور مولوی سرفراز نعیمی)

تو جناب نوری صاحب آپ کے نزدیک کیا آپ کے گھر کے لوگ بھی رسول دشمن ہوئے؟

ے لگی لپٹی نہ ہو صاف کہہ

اس کے بعد جناب لکھتے ہیں

اس کے بعد مرثیہ گنگوہی کا شعر نقل کرتے ہیں

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جگہ ہوا گمراہ

وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرانی

آگے یوں تبصرہ کیا

جنکو اللہ تعالی نے بندوں کی ہدایت کے لئے معبوث کیا وہ تمہارے نزدیک بے خبر : ناواقف : ہدایت سے انجان تھے مگر تمہارے مولوی کی یہ شان کہ بندہ اگر ہدایت تلاش کرنے گیا تو گمراہ ہوا اس لئے کہ ممبع ہدایت گنگوہی ہی ہیں ۔(رسول دشمنی ص 15)

الجواب:

اس میں بھی کوئی اعتراض کی بات نہیں بلکہ یہاں بھی وہی بات ہے کہ حضرتؒ مسلک حقہ سے وابستہ تھے اور اہل سنت والجماعت کے حقیقی ترجمان تھے سو آپؒ اہل سنت کے صحیح عقائد ونظریات بیان کرتے تھے جس سے لوگ صراط مستقیم پر آ گئے اور اکثر لوگ صحیح عقائد کا علم نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے چنگل میں آ کر گمراہ ہوئے ۔

رہی یہ بات کہ نبی ﷺ کے لیے ترجمہ کیا کیا تو ہم متقدمین اور جمہور مفسرین کی تفاسیر آپ کو پیش کر چکے ہمت ہو تو کلام کیجئے ۔

الزامی طور پر ہم بھی آپ کے اصول اور طریقہ سے یوں عرض کرتے ہیں کہ مولوی حشمت علی رضوی صاحب لکھتے ہیں:

اور پایا تجھے راہ بھٹکا ہوا پس ہدایت فرمائی (15 تقریریں ص 340 نوری کتب خانہ لاہور)

مولوی احمد رضا کے ابا جی لکھتے ہیں:

اور پایا تجھے راہ بھولا پھر تجھے راہ بتائی (الکلام الاضح ص 67)

کہ آپ کے علما نبی ﷺ کو راہ بھولا راہ بھٹکا ہوا کہیں جبکہ اعلی حضرت کے وصایا کو بھی

ملاحظہ فرمائیں

معلوم نہیں میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجتہ اللہ قائم ہو چکی اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ (وصایا شریف ص 4)

ہم بھی آپ کی طرح یہ کہتے ہین کہ رضا خانی نبی ﷺ تو بھٹکا ہوا راہ بھولا کہیں اور اعلی حضرت ایسے ہدایت یافتہ کہ کہتے ہیں اب میں جو بتا رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ حجتہ اللہ قائم ہو چکی۔۔

پس اس کا جواب کیا ہوگا؟؟ اگر یہ رسول دشمنی ہے تو رضا خانی رسول دشمن ہوئے۔

ے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

آگے جو یہ تبصرہ کیا ہے کہ

جنکو اللہ تعالی نے بندوں کی ہدایت کے لئے معبوث کیا وہ تمہارے نزدیک بے خبر: ناواقف: ہدایت سے انجان تھے (ص 15) یہ اپنے ہم مسلکوں سے ہی کیجئے

ص 16 پر بھی تبصرہ کیا ہے مگر سب بے وقعت ہے کیونکہ ہم اس شعر کی صحیح وضاحت کر چکے سو اب یہ تبصرہ بے سود ہے۔

ص 17 پر جناب نے مرثیہ کا ایک اور شعر پیش کیا ہے

زمانے نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا

کہ تھاداغ غلامی جسکا تمغۂ مسلمانی (ص 17)

مگراس پر کوئی اعتراض نہیں کیا سو ہم آگے بڑھتے ہیں

آگے اسی ص پر شاہ شہیدؒ کی بات نقل کرتے ہیں:

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہےتو کروڑوں نبی اورولی اورجن وفرشتہ جبرئیل اورمحمد کی برابر پیدا کرڈالے (تقویۃ الایمان ص 35)

(رسول دشمنی ص 18)

الجواب: اگر تو جناب نوری صاحب اس عبارت میں گستاخی سمجھتے ہیں کو ہم ان کو پیر مہر علی صاحب کے روبرو کھڑے کرتے ہیں وہ اس امتناع نظیر کے مسئلے میں کیا کہتے ہیں۔

وہ تو کہتے ہیں کہ

راقم السطور دونوں کو ماجور ومثاب جانتا ہے۔(فتاوی مہریہ ص 11)

☆ بولئے نوری صاحب اگر یہ امتناع نظیر کا مسئلہ گستاخی تھا تو پیر صاحب تو کہتے ہیں کہ خیر آبادی اوراسماعیلی دونوں کو ماجود ومثاب سمجھتا ہوں۔۔۔معلوم ہوا یہ آپ کے ذہن کا فتور ہے۔

یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ شاہ صاحب کے کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ حضور ﷺ مثل پیدا کرے گا اورضرور کرے گا بلکہ ان کی منشاء یہ ہے کہ اللہ کی قدرت میں یہ بات داخل ہے اوربس۔اگر یہ تشریح آپکو ہضم نہیں تو ہم آپکا ہاضمہ درست کیے دیتے ہیں

مکتوبات صدی از سید السالکین زبدۃ العارفین مضدوم جہاں شیخ شرف الحق والدین شیخ یحیی منیریؒ ص 258 پر یوں لکھا ہے

یہ امر مسلم ہے کہ آن حضرت ﷺ کے ایسا کوئی شخص پیدا نہ ہوگا مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایسا پیدا کرنا اس کی ید قدرت سے باہر ہے۔ نہیں نہیں اگر وہ چاہے تو ہر لحظۃ میں ہزاروں مظہر جمال حضرت محمد ﷺ کے مانند پیدا کر دے۔

☆ اب اگر آپ کا ضمیر مردہ نہ ہو گیا ہو تو لگائیے ان پر فتوی !!

آگے ص 204 پر لکھا ہے کہ

اگر وہ چاہے تو ایک لحظہ میں ہزاروں آدم اور ہزاروں عالم پیدا کر کے رکھ دے

اب اپنے گھر کی جانب دیکھئے۔۔۔ اعلی حضرت کی مصدقہ کتاب تقدیس الوکیل ص 134 پر یہ لکھا ہے

ہم آن حضرت ﷺ کی مثل ممتنع بالذات ہونے کے اس جہان میں قائل ہیں پس اگر کوئی اور جہان ہو اور اس میں سوائے اس دنیا کے انبیاء معبوث ہوں اور ایک ان کا خاتم ہو جو آنحضرت ﷺ کی مثل اور خاتم ہیں ہو تو اس کے ممتنع ہونے پر ہم حکم نہیں کرتے۔

لیجئے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس جہاں میں تو آپ ﷺ اور دیگر انبیاء کی مثل ممتنع بالذات ہے اور اگر دیگر جہان ہوں تو انبیاء کی مثل ہونے پر کوئی حکم نہیں کرتے۔۔

☆ لیجئے نوری صاحب اب آپ کو سکون آ گیا ہوگا۔

ے ٹھوکریں مت کھائیے چلئے سنبھل کر دیکھ کر

چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر

آگے آپ نے قہر خداوندی سے مواد چرایا ہے مگر یہ حوالہ ہمارے خلاف نہیں ہے کیونکہ جو آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ تو اس سے بالکل ثابت نہیں ہوتا۔

ص 19 پر نوری صاحب کا تبصرہ بے کار ہوا کہ

یعنی ہزار سالوں میں اللہ نے کسی کو ایسا پیدا ہی نہیں فرمایا اب آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ کروڑوں محمد تو خدا پیدا کرسکتا ہے ایک مولوی الیاس کاندھلوی جیسا نہیں۔ (ص 19)

☆ لو جناب مولانا الیاس سے دعوت اور دین کی خدمت کا خوب کام لیا ہے۔

شاہ صاحب کا مطلب یہ تھا کہ اللہ پاک کو اس پر قدرت ہے کہ وہ انبیاء کی مثل پیدا کریں مگر وہ ایسا کرے گا نہیں پس مولانا الیاس والی عبارت ہمارے خلاف تب ہوتی جب ہم یہ کہتے کہ اللہ کو مولانا الیاس کے مثل پیدا کرنے پر قدرت نہیں (معاذ اللہ)

امام رازی لکھتے ہیں:

خدا تعالیٰ حضور علیہ السلام کی مثل پر قادر ہے۔

{تفسیر کبیر۔ جلد 8۔ صفحہ نمبر 474۔ فرقان نمبر 51}

آگے صفحہ 19 پر ایک شعر لکھا ہے

خدا کے لیے یہ تو مشکل نہیں ہے

ہو عالم کا مجموعی ایک فرد واحد (ص19)

تو عرض یہ ہے کہ ہم تو بہت پہلے ہی کہتے آئے ہیں کہ انہوں نے ہر بات کو اپنی الٹی عقل کے مطابق اعتراض بنا کر پیش کرنا ہے۔اس عبارت مین ایسا کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ اس شعر میں قدرت کی بات ہو رہی ہے اور اللہ تعالی کو یقینا قدرت کاملہ حاصل ہے۔اس سے مراد وقوع ہے یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے!

ص 20 پر پھر وہی پرانا رونا ہے ہاں اس صفحہ پر ارشد القادری صاحب کی تعریفوں کے پل باندھے گئے ہیں۔مگر تخریب کار کو دوسرے تخریب کار کی واردات تو پسند آئے گی ہی بس ہماری جانب سے یہ ہی سمجھ لیجیے کہ اسی لیے اس کی تعریفیں ہو رہی ہیں۔

ص 20 پر لکھتے ہیں کہ اب آئیے اس جماعت کی رسول دشمنی ملاحظہ فرمائیں پھر اس کے بعد ص 21 سے 27 تک ان چیزوں کو پیش کیا اور باور یہ کرایا کہ دیوبندی اپنے علماء کے لئے تو القابات لگاتے ہیں مگر حضور ﷺ کے لیے معاذ اللہ یہ کہا کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیا اسکے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

اس میں کیا کوئی اعتراض ہے؟ کیا اللہ کے سامنے مخلوق کی حیثیت معاذ اللہ اللہ سے بھی زیادہ ہے؟ یا انبیاء اور اولیا کا وہی درجہ ہے جو اللہ کا ہے معاذ اللہ؟ پھر کیا وجہ ہے کہ اس پر اعتراض ہو؟

نیز اس میں کیا گستاخی ہے مخلوق اور خالق کے درمیان تفاوت ہے۔اگر یہ گستاخی ہے تو مولوی نقی علی خان صاحب کی سنتے جائیے وہ لکھتے ہیں

موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ جب میرے روبرو کھڑا ہو بندہ ذلیل کی طرح کھڑا ہو۔(ملخصا جواہر البیان ص 47)

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں

سیدنا علی فرماتے ہیں کہ خالق کی عظمت پہچانو تو تمہاری آنکھ میں ساری مخلوق حقیر ہوگی۔(تفسیر نعیمی جلد 2 ص 56)

شیخ یحیی منریؒ لکھتے ہیں

اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ طاغوت ہے۔(مکتوبات دوصدی۔مکتوب 93)

☆ رضاخانی نوری بتائے کہ اگر خالق کے اعتبار سے مخلوق میں موازنہ ہو اور یہ تمہارے نزدیک گستاخی ہے تو یہ رضاخانی حضرات گستاخ ثابت ہوئے یا نہیں؟

باقی یہ رہی کہ جو القابات لگائے گئے تو آپ یہ ثابت کردیجیے کہ یہ القابات جو علماء دیوبند کے بارے میں لکھے گئے تو خالق اور مخلوق میں موازنہ کرنے کے بعد یوں لکھا گیا۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ اپنی جماعت کی خبر لو کیوں کہ تمہارے دست وگریبان بنانے کے چکر میں ذریت رضاخانیت رسول دشمن ثابت ہوئی وہ ایسے کہ

مولوی احمد رضا صاحب اپنی کتاب اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں

اور اس کے سچے راعی محمد ﷺ

☆ یہاں مولوی احمد رضا صاحب حضور ﷺ چرواہا کہہ رہے ہیں معاذ اللہ

جبکہ مولوی احمد رضا صاحب کو کیا القاب دیئے گئے ہیں ملاحظہ فرمائیں

میرے آقا اعلی حضرت، امام اہلسنت، ولی نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین وملت، حامی سنت ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان۔ (ملفوظات اعلی حضرت ص ۲۷)

☆اب ہم نوری صاحب کے سے عرض کریں گے آپ کے اصول سے رضا خانی ضرور رسول دشمن ثابت ہوئے۔

ص 28 پر پھر وہی پرانا رونا رویا ہے

قارئین کرام! آئیے اس جواب کے ذیل میں ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ بریلوی حضرات ایک بالکل صحیح عبارت کو گستاخانہ کیسے بناتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے حضرت شاہ شہید کی اصل عبارت یہ ہے:

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان سے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

دیکھیے اصل عبارت میں لفظ "بڑا" کے معنیٰ میں انبیاء کو داخل نہیں کیا گیا تھا

اس عبارت کی تشریح و وضیح

دراصل اس عبارت میں بڑی مخلوق سے مراد "دنیاوی بادشاہ، چوہدری، وڈیرے اور امراء" وغیرہ ہیں اورانہی کو بڑی مخلوق کہہ کر مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ

"معاشرے میں بسنے والے عام لوگ ہوں یا یہ امراء و بادشاہ وغیرہ ہوں" یہ سب اللہ کی شان

کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔اور ذلیل سے مراد ہے کمزور و حقیر یعنی شاہ شہیدؒ کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے کمزور اور حقیر ہے۔اس وضاحت کے بعد اب بریلوی حضرات سے عرض ہے کہ وہ بتلائیں کہ اس عبارت میں کیا غلط بات کی گئی ہے؟اس عبارت کی مزید تشریح وتوضیح کے لیے ''ہدیہ بریلویت'' مصنف شیخ الحدیث مفتی مجاہد حفظہ اللہ اور نورِ سنت شمارہ نمبر 7 میں مناظر اسلام مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی صاحب حفظہ اللہ کا مضمون بنام ''تقویۃ الایمان پر ایک اعتراض کا جائزہ'' ملاحظہ فرمائیں۔

پھر انہیں القابات کو بنیاد بنا کر ص 30 تک اپنے بے جا تبصرے کیے مگر ہم اعتراض ہی ختم کر چکے۔جس طرح انہوں نے تبصرے کیے ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ رضاخانیوں کے ہاں حضور ﷺ راعی مگر احمق مجدد ایسا بندہ کہ جسے رضاخانی نبیوں سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

آگے ص 31 پر ارواح ثلاثہ کے واقعہ پر اعتراض کیا ہے مگر یہ موضوع سے ہٹ کر ہے اور اگر اس کا جواب پڑھنا ہو تو اس لنک پر جائیں

sajidkhannaqshbandi.blogspot.com

آگے یہ پیش کیا کہ گنگوہیؒ کو مربی کہا گیا مگر مربی بمعنی مہذب بنانا پرورش کرنا کسی سے حسن سلوک کرنا کے ہیں مزید جواب کے لیے ہدیہ بریلویت دیکھیں۔یہ تو آپ کی تحریر کا جواب ہوا۔

اب دیکھیے رضاخانیوں کی رسول دشمنی

## رضا خانیوں کی رسول دشمنی

اب نوری صاحب اپنے گھر کی خبر لیں کہ شاید آپ کو عقل آجائے۔جس طرح آپ نے کھینچ تان کر علما دیو بند کو معاذ اللہ رسول دشمن ثابت کرنے کی سعی نہ تمام کی ہے ان اسی طرز پر اپنوں کا جنازہ نکلتا ہوا دیکھیں۔

جناب مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

جنت صرف انسانوں کے لئے ہے۔(رسائل نعیمیہ ص 366)

جبکہ دوسری طرف یہی مفتی لکھتے ہیں

ان کو بشر ماننا ایمان نہیں۔(تفسیر نعیمی ص 100 جلد 1)

مولوی عبد الرشید رضوی لکھتے ہیں:

"اب جو نبی کو بشر کہے نہ وہ خدا ہے نہ وہ نبی لہذا وہ کفار ہیں ہی داخل ہوا"

(رشد الایمان ص ۴۵)

مولوی عمر اچھروی لکھتے ہیں؛

"ابلیس نے آدم علیہ اسلام کی ڈبل توہین کی۔آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا۔"

(مقیاس الحنفیت ص ۲۳۸)

☆ جب آپ حضرات نبی کو بشر مانتے ہی نہیں اور جنت صرف انسانوں (بشر معنی آدمی، انسان فیروز اللغات ص 205) کے لیے ہے تو آپ کے ہم مسلک کے کلام سے

یہ ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کے لیے معاذ اللہ جنت نہیں ہے۔ اب خود ہی بتائیں کیا یہ گستاخی نہیں؟؟

اگر آپ نہ مانیں تو اب ہم یوں کرتے ہیں کہ آپ کے علما کی زبانی کہلواتے ہیں مثلاً

مولوی ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں

وہ جو پیروی کریں گے خاص رسول نبی ان پڑھ کی۔ (تفسیر الحسنات جلد 2 ص 853)

اب آپ کے ہم مسلک کی ہی سن لیجیے مفتی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں

حضور ﷺ ان پڑھ کہنا بے ادبی و گستاخی ہے۔ (رسائل اویسیہ جلد 7 ص 38)

☆ لو جناب آپ کے علماء تو اقراری گستاخ ثابت ہو رہے ہیں۔ اب بتائیے جناب؟؟

نمبر 2 :

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں

حضور انور ﷺ اس واقعہ کی اطلاع ملی آپ کو سخت صدمہ ہوا اور آپ ﷺ نے ان قبیلوں پر ایک ماہ تک بدعا فرمائی۔ (تفسیر نعیمی جلد 4 ص 166)

جبکہ آپ کے ہی ہم مسلک لکھتے ہیں

مولوی غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں

واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو احزاب کی شکست اور ان کے قدم اکھڑنے کی دعا کی اسکو بددعا کہنا جائز نہیں۔ اور ایسا کہنا رسول اللہ ﷺ سخت توہین ہے۔ یہ نہایت بے ادبی اور سخت توہین ہے۔ (شرح صحیح مسلم جلد 5 ص 300-301)

☆ لیجیے ایک اور ثبوت حاضر ہے کہ رضا خانی رسول دشمن ہیں۔

نمبر:3

جناب احمد رضا خان صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

اور جہاں تک دم رکھتے ہو۔ ان گرگ و نائب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلّے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں آ کر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو اور مرغ زارِ جنت میں بے خوف چرو۔

{سبحان السبوح، اللہ جھوٹ سے پاک ہے، صفحہ نمبر 111، نوری کتب خانہ لاہور}

گلہ کا معنیٰ ملاحظہ فرمائیے:

گل:۔ جھنڈ۔ غول۔ ریوڑ۔ مویشیوں۔ ڈار

{فیروز الغات، صفحہ نمبر 1105}

راعی کا معنی ملاحظہ فرمائیے:

راعی:۔ چرواہا۔ (کنایۃً) بادشاہ

{فیروز الغات، صفحہ 698}

محترم قارئین! ملاحظہ فرمائیے گلہ ہمارے معاشرے میں عام طور پر ''مویشیوں یعنی جانوروں'' کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ان مویشیوں کے چرانے والے کو چرواہا کہا جاتا ہے۔ اور چرواہے کو عربی میں ''راعی'' ہی کہا جاتا ہے۔ قارئین! راعی اگرچہ کنایۃً بادشاہ کے لیے استعمال ہوسکتا ہے لیکن اسے رحمت دوعالم ﷺ کے لیے نہیں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس میں ایک پہلو گستاخی کا بھی نکلتا ہے۔ یہی بات ایک بریلوی عالم حسن رضوی صاحب نے بھی لکھی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

جن الفاظ کا معنی صحیح اور ایک معنی غلط اور بے ادبی و گستاخی پر مبنی ہو ایسا ذو معنی الفاظ بھی سخت ممنوع ہے۔ للکفرین میں واضح اشارہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی شان ارفع میں ادنیٰ بے ادبی بھی کفر قطعی ہے۔

{محاسبہ دیوبندیت، جلد 2، صفحہ نمبر 375}

تو پتہ چلا لفظ ''راعی'' جس کو سرکار دوعالم ﷺ کے لیے استعمال کرنے سے خالق دوعالم نے قرآن کریم میں ''یا ایھا الذین امنو لاتقولو راعنا الخ'' کہہ کر منع کیا ہے۔ لیکن احمد رضا خان نے اُسی لفظ جو گستاخی پر مبنی ہے کو صرف انبیاء نہیں بلکہ انبیاء کے سردار ﷺ کے لیے استعمال کیا۔ آئیے ہم بریلوی حضرات سے بھی آپ کو دکھا دیتے ہیں کہ آقا ﷺ چرواہا یعنی راعی کہنا کفر ہے۔

مولانا محمد یوسف عطاری صاحب لکھتے ہیں:

حضور ﷺ بکریاں چرانے والا (راعی) کہنا کفر ہے۔

{ایمان کی پہچان حاشیہ تمہید الایمان، صفحہ نمبر 100}

بحر حال بریلوی حضرات کے بقول احمد رضا خان نے لفظ "راعی" کو رحمت دوعالم ﷺ کے لیے استعمال کر کے کفر ہی نہیں کفر قطعی کا ارتکاب کیا ہے۔ لہٰذا جب اس کا کافر ہونا بریلوی علماء کے بقول ثابت ہو گیا۔ تو پتہ چلا کہ احمد رضا خان مسلمان نہیں تھا اسی لیے اس کا مذہب اسلام نہیں۔

4:

جناب احمد رضا خان صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

مسئلہ: ۱۵ عمرو پر غسل جنابت یا احتلام ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اسے جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں بینوتو جرو۔

الجواب: دل میں بایں معنی کہ نرے تصور میں بے حرکت زباں تو یوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور زبان سے قرآن مجید بحالت جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہیے۔

{عرفان شریعت، صفحہ نمبر 40، ناشر اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور}

اور جناب احمد رضا خان صاحب کے والد جناب نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں:

درود پڑھنا ہر وقت اور ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرت ہر قدم اور ہر سانس کے ساتھ

یہاں تک کہ راہ اور نہانے کی حالت میں بھی جائز بلکہ مستحب ہے۔

{سرور القلوب بذا کر المحبوب، صفحہ نمبر 336}

نوٹ: مذکورہ کتاب کی پروف ریڈنگ جناب منشاء تابش قصوری نے کی ہے اور اس پر پیش لفظ جناب عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے لکھا ہے۔

محترم قارئین! مندرجہ بالا دو عبارتیں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جن میں ''بحالت جنابت یعنی وہ حالت جب انسان پر غسل یعنی نہانا ضروری ہوجاتا ہے''میں درود شریف پڑھنے کو جائز بلکہ مستحب لکھا ہے۔ اس کے متعلق جناب فیض احمد اُویسی صاحب لکھتے ہیں:

آج ایسے بے ادب علماء کہلوانے والے پیدا ہوگئے کہ فتویٰ صادر فرمادیا کہ بحالتِ جنابت بھی دُرود شریف پڑھنا جائز ہے۔ کاش تعزیراتِ اسلام کا اجراء ہوتا اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسے غیّور۔ اسلام نافذ کرنے والے زندہ ہوتے تب میں ان مفتیوں کو دیکھتا کہ ایسے فتاویٰ صادر فرماتے۔ آزادی کا دور ہے جسے جو جی میں آئے کہہ دے۔ ورنہ وہ خداوند قدوس جو اپنے محبوب اکرم ﷺ کے لئے ایسے مقامات پر بھی نام لینے کو گوارا نہیں کرتا جہاں قہر وغضب یا کسرِ شان یا مقامِ نجاست ہو مثلاً ذبح وقت، چھینک اور انگڑائی کے وقت، اور حمام و پاخانہ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ ہیں کہ آج کل کے مفتی از مفت کہ فتویٰ جڑ دیا کہ جنابت کے وقت درود پڑھنا جائز۔ اتنا شرم بھی نہیں کہ درود شریف فی الفور بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر فوراً ایجاب از رسول و خدا ہوتا ہے۔ لیکن مجبور ہیں ایسے بدبخت مفتی کیوں کہ عشق رسول سے محروم ہیں۔ کسی نے

فرمایا ؂

بے عشق محمد جو پڑھتے ہیں بخاری

بُخار آتا ہے ان کو بخاری نہیں آتی

{شہد سے میٹھا نامِ محمد ﷺ صفحہ نمبر 139 تا 140، ناشر ادارہ تصنیفاتِ علّامہ اُویسی بہاولپور}

محترم قارئین! جناب احمد رضا خان صاحب اوران کے والد گرامی کی عبارات آپ ملاحظہ فرما چکے جن میں انہوں نے بحالت جنابت میں درود پڑھنے کو جائز بلکہ مستحب لکھا تھا۔ اوراس پر جناب فیض احمد اویسی صاحب کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جس میں انہوں نے بحالت جنابت درود پڑھنے کو جائز کہنے والے کو بے ادب، مفت کا مفتی، بد بخت، عشق رسول سے محروم کہا ہے اور کہا ہے کہ اگر آج فاروق اعظمؓ جیسا غیور ہوتا اور اسلامی تعزیرات کا اجراء ہوتا تو ان کو سزا دی جاتی۔ یاد رہے کہ اسلامی تعزیرات میں کوڑوں سے لے کر پھانسی تک کی سزا موجود ہے اور "گستاخی رسول" کرنے والے کو کون سی سزا مل سکتی ہے۔ یہ آپ کو آپ کا ایمان ہی بتا دے گا۔ آپ کے خیال میں کیا کوئی مسلمان ایسا ہو سکتا ہے جو حضور ﷺ بے ادب ہو، عشق رسول ﷺ سے محروم ہو اور بد بخت ہو۔ سرکار دو عالم ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے "تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک میں تمہیں تمہارے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں" قارئین جو شخص ماں باپ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر حضور ﷺ سے محبت نہ کرے وہ تو مومن نہیں لیکن جو یکسر ہی عشق رسول ﷺ سے محروم

ہو۔ کیا وہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ پس ثابت ہوا کہ بریلوی مفتی فیض احمد اویسی کے بقول بھی احمد رضا خان مسلمان نہیں۔ اور جب مسلمان نہیں تو لامحالہ ثابت ہوا کہ اس کا مذہب اسلام نہیں۔

حوالے تو اس قدر ہیں کہ ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے مگر آئینہ دکھانے کے لئے یہ ہی کافی ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے اللہ سمجھ نصیب فرمائے۔

بندہ عاجز

محمد سیف حنفی

☆ نوٹ اس کتاب میں جو بھی اغلاط ہیں وہ ٹائپنگ مس ٹیک ہیں اس کا ذمہ دار کمپوزر ہے۔ (کمپوزر عبداللہ)